SCANNED BY DIGESTPK

سمیرا حمید

امرحہ کی پیدائش کے وقت اتفاقی طور پر رونما ہونے والے چند ناگوار اور نقصان دہ واقعات کے سبب وہ اپنے خاندان میں "منحوس" مشہور ہو جاتی ہے۔ اس کے بابا' اماں' دادی اور تینوں بہن بھائی وانیہ' عماد اور علی اسے اکثر جنم جلی' منحوس' کالی نظر اور کالی زبان کہتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی منگنی بھی ان ہی افواہوں کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اپنی نحوست کے صبح شام قصے سن کر امرحہ خود ترسی کا شکار ہو کر روتی رہتی ہے۔

پورے گھر میں صرف دادا ہی اس کی دل جوئی کرتے ہیں اور گھر والوں کی باتوں کو لغو قرار دیتے ہوئے امرحہ کو بھی ان پر کان دھرنے سے منع کرتے ہیں۔ امرحہ کی اپنے دادا سے خوب بنتی ہے۔ وہ سارا دن ان کے ساتھ پنجاب لائبریری میں گزارتی ہے۔ جہاں وہ لائبریرین تھے دادا اسے سمجھاتے ہیں کہ تم پڑھائی پر دھیان دو اور اسکالرشپ لے کر باہر ملک چلی جاؤ۔ امرحہ اپنے باقی بہن بھائیوں کی طرح پڑھائی میں کمزور ہے۔ مگر دادا کی بات پر وہ ثابت کرنے کے لیے جدوجہد شروع کرتی ہے۔ مگر پھر بھی بہت اچھے نمبر حاصل نہیں کر پاتی۔ اسی دوران اس کی شادی کا سلسلہ چلتا ہے۔ مگر چند روز قبل دولہا کی جوان بہن کے بیوہ ہو جانے پر اس کی شادی رہ جاتی ہے اور اس کی نحوست پر ٹھپہ لگ جاتا ہے۔ امرحہ دل برداشتہ ہو کر نیند کی گولیاں کھا کر خود کشی کی کوشش کرتی ہے تاہم بچ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے بعد امرحہ کی زندگی مزید تلخ ہو جاتی ہے۔ وہ مختلف بیرون ملک کالج و یونیورسٹیوں کے ہزاروں آن لائن اسکالرشپ فارم بھرتی ہے۔ مگر ہر جگہ سے انکار ہوتا رہتا ہے۔ بالآخر مانچسٹر یونیورسٹی سے اسے اسکالرشپ مل جاتا ہے۔ جو اس یونیورسٹی کی طلبا سوسائٹی اپنے ذاتی فنڈ سے دیتی ہے۔ جس کی رو سے امرحہ کو تیس فیصد ادا کرنا ہوتا ہے باقی ستر فیصد کی ادائی ان کی طرف سے ہوگی۔ اس کے علاوہ لاوون کی میزبانی کے

مکمل ناول

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

بعد امرحہ کو اپنی رہائش اور اخراجات کا خود بندوبست کرنا ہوگا۔ یہ سب باتیں اسے برطانیہ پہنچنے کے بعد راٹم بتاتا ہے۔ دادا جی امرحہ کے لیے پیسے اکٹھے کر کے اسے برطانیہ بھجوا دیتے ہیں۔ باقی اسے خود اپنے بل بوتے پر کرنا ہوگا۔ عذرا، شنیٹی، او اور للی کول سے اس کی ابتدائی ملاقات ہوتی ہے۔

امرحہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک کافی شاپ میں جاب کرنے لگتی ہے اور لیڈی مہر کے گھر اس کی رہائش کا بندوبست بھی ہو جاتا ہے۔ لیڈی مہر بے اولاد خاتون ہیں۔ انہوں نے ــــ شنیل کاک نامی اپنے ہاسٹل نما گھر میں مختلف بچوں کو اولاد کی طرح رکھا ہے۔ ان ہی میں ایک عالیان مارگریٹ ہوتا ہے۔ وہیں سارا، ستا، ویرا اور این اون سے اس کی دوستی ہو جاتی ہے۔ جاب کے دوران وہ ویرک کے ساتھ مل کر ڈاکومنٹری فلم بنانے لگتی ہے۔

اسی دوران امرحہ کے بابا جن کی اعظم مارکیٹ میں قالین کی دکان ہوتی ہے، آگ لگ جاتی ہے۔ جس سے ان کا بیس پچیس لاکھ کا نقصان ہو جاتا ہے۔ انہیں اٹیک ہو جاتا ہے۔ امرحہ انہیں تسلی دیتی ہے اور ڈاکومنٹری فلم سے ملنے والے پیسے ان کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ لیڈی مہر بھی اسے ایک چیک دیتی ہیں۔ امرحہ وہ رقم بھی پاکستان بھجوا دیتی ہے۔ امرحہ کے والد بہت خوش ہوتے ہیں۔ امرحہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی ہوتی ہے جب عالیان مارگریٹ کسی اسپائیڈر مین کی طرح اس کی کھڑکی میں جھانکتا ہے۔ امرحہ کی چیخ نکل جاتی ہے۔

۲

دوسری قسط

"تم یہاں۔۔۔؟" امرحہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

"تم یہاں۔۔۔؟" کھڑکی کی چوکھٹ پکڑے وہ گرنے کے قریب ہوا، پھر اس نے جلدی سے مضبوطی سے کھڑکی کو تھام لیا۔

جنگل بیابانوں میں اندھیرے کے بستر پر میٹھی نیند سوئے سب ہی جگنو اس کی آنکھوں میں ایک ایک کر کے جاگنے لگے۔

"یہ میرا کمرا ہے۔"

"یہ میرا گھر ہے امرحہ!" مسکراہٹ دباتا وہ نیچے کو ہو گیا۔ کسی جنگلی لنگور کی طرح جیسے وہ اپنا گھر دکھاتا ہوگا۔

امرحہ نے بے طرح حیران ہو کر جیسے خود کو ہوش میں لانا چاہا۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ابھی ابھی جو اس نے دیکھا وہ سچ تھا۔۔۔ حقیقت تھا خواب نہیں تھا۔ اس کا یونی فیلو ایسے اس کے کمرے کی کھڑکی میں آ کر اسے یہ بتا گیا تھا کہ یہ اس کا گھر ہے۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر کھڑکی سے سر باہر نکالا۔ وہ ذرا دور دوسری کھڑکی کی طرف لپک رہا تھا اور بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔۔۔ آخر وہ کیا کر رہا تھا۔ ایسے آدھی رات کے وقت اس کی رہائش گاہ کے گرد پاگلوں کی طرح کود پھاند رہا تھا۔ امرحہ نے سر کو ذرا اور آگے کر کے کہا۔

"تم کیا کر رہے ہو۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔"

اس کی آواز پر وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔ جیسے پریوں کے دیس کی کہانی سنتے بچے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ کیا کوئی پری ان کے سروں کے اوپر اڑتی جادو کی چھڑی گھما رہی ہے۔۔۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں، اگر ہاں تو وہ نظر کیوں نہیں آتی۔۔۔ اچھا تو۔۔۔ وہ نظر آ گئی۔

وہ نیچے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ کھڑکی سے سر نکالے اس پر خفا ہو رہی تھی۔

"پاگل ہو گئے؟" آواز کو دھیما رکھ کر وہ چلائی۔

"پاگل ہوں میں۔" ملین پاؤنڈ والے ابرو کو اچکا کر مسکراہٹ دبا کر اس نے سر ہلایا۔

"اچھا تو یہ تمہارا گھر ہے۔" اپنی دانست میں وہ اسے چڑا رہی تھی "تو پھر سیدھے راستے اندر آ کر دکھاؤ۔"

"اچھا!" عالیان نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے اور اس کے اگلے حکم کا انتظار کرنے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

"کیا ڈرامہ ہے یہ؟" امرحہ پوری قوت سے چلائی۔

اس نے جھرجھری لے کر وڈرنے کی اداکاری کی اور کان میں انگلی گھمانے لگا پھر سر کو جھکا کر کان کو صاف کرنے کا عمل کیا۔ امرحہ کو کافی برا لگا۔ اس نے اپنے اسٹڈی ٹیبل پر رکھا ایک عدد موٹا میگزین اٹھالیا اور اسے دے مارنے کے لیے ہاتھ بلند کیا عالیان کو برا لگا۔ وہ سنجیدگی سے کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا وہ کھڑکی میں کھڑی جولیٹ ہے اور کیا وہ نیچے کھڑا رومیو ہے؟" ستاروں بھری رات نے وقت کے کان میں سرگوشی کر کے پوچھا۔ وقت نے کندھے اچکائے اور مسکرا کر کہا "انتظار کرو۔"

امرحہ میگزین اسے دے مارتی وہ تیزی سے کھڑکی کی دوسری طرف چلا گیا۔ اس نے تقریباً" خود کو آدھا کھڑکی سے باہر نکال کر اسے ڈھونڈنا چاہا لیکن وہ اسے نظر نہیں آیا۔

کچھ ہی دیر میں اسے گھر کے اندر سے شور کی آوازیں آنے لگیں۔ رات کے اس وقت اس طرح کی آوازوں کا آنا عجیب تھا۔ خاص کر لیڈی مہر کی آواز کا۔ وہ کمرے سے باہر آئی تو سادھنا بھی اپنے کمرے سے نکل کر آچکی تھی۔ "کیا ہو رہا ہے؟"

"ویدی کا بیٹا آیا ہے۔۔۔ انہیں سالگرہ وش کرنے۔"

"کب آیا۔۔۔؟"

"ابھی۔۔۔ آؤ اندر چلیں۔۔۔" سادھنا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں لیڈی مہر کے کمرے میں چلی گئیں۔

اور۔۔۔ اور لیڈی مہر کے بیڈ پر بیٹھا عالیان انہیں منا سا ہوم بیک کیک کھلا رہا تھا۔۔۔ کمرے کی کھڑکی کھلی تھی۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے مصروف تھے جیسے دنیا میں اکیلے وہ دو انسان ہی موجود ہوں۔

امرحہ دیکھتی ہی رہ گئی۔

"میرا بیٹا بھی تمہاری یونیورسٹی میں ہی پڑھتا ہے۔" لیڈی مہر نے اسے ایک بار بتایا تھا۔

"یونیورسٹی کو فخر ہے اس پر اور مجھے اس پر۔ بزنس کے نئے رجحانات اور طریقوں پر اس نے جو اسائنمنٹ لکھی تھی اسے یونیورسٹی نے کتابچے کی صورت میں چھاپ کر لائبریری میں رکھا ہے۔"

سادھنا نے آگے بڑھ کر لیڈی مہر کو گلے سے لگایا اور سالگرہ وش کی۔ امرحہ بھی آگے بڑھی۔۔۔ عالیان نے جلدی سے کیک چھپالیا۔

"یہ بچا ہوا کیک میں ساتھ لے جاؤں؟"

"اتنے سے کیک میں بھی تمہاری جان ہے۔"

لیڈی مہر بہت خوش تھیں۔

"نہیں۔۔۔ کیک میں جان نہیں رہی اب۔۔۔ ماما آپ کو معلوم ہے لوگ آپ کے گھر کو یونیورسٹی میں کیا کہتے ہیں؟"

"کیا کہتے ہیں؟"

"شٹل کاک۔۔۔" کیسا معصوم انسان تھا تا' وہ کیسے سچ اگل رہا تھا۔

"کون کہتا ہے میرے وائٹ ہاؤس کو شٹل کاک؟"

عالیان نے امرحہ کی طرف دیکھا۔

"میں نہیں کہتی۔۔۔ یونیورسٹی میں پہلے سے ہی یہ شٹل کاک کے نام سے مشہور تھا۔۔۔ میں نہیں کہتی۔" امرحہ گھبرا گئی۔ یہ ماں بیٹا دونوں کیسے بوکھلا دیتے تھے۔

"عالیان! آج رات یہیں رہ جاؤ۔۔۔" وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیے بیٹھی تھیں۔ عالیان ہنسنے لگا۔

"آپ مجھے رہنے کے لیے کہہ رہی ہیں؟"

"ٹھیک ہے جاؤ پھر۔۔۔"

وہ اپنا بیگ اٹھا کر کھڑکی کی طرف لپکا۔ امرحہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی "یہ کیا طریقہ ہے آنے اور جانے کا۔"

"آج میں دروازے کے راستے پر چلا جاتا ہوں۔"

عالیان لیڈی مہر سے مل کر کمرے سے باہر آگیا۔

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

"تمہارا کمرا کس طرف ہے؟"

"کیوں؟"

"مجھے اس کی کھڑکی دیکھنی ہے؟"

"کیوں؟"

"اتنے کیوں؟ مجھے دیکھنا ہے کہ اوپر سے نیچے کھڑا میں کیسا لگ رہا تھا۔"

"جیسے سامنے سے کھڑے لگ رہے ہو۔"

"کیسا لگ رہا ہوں؟"

"اف!" امرحہ کو خاموش ہونا پڑا۔

ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانک کر اس نے خود ہی اندازہ کرلیا کہ یہ اس کا کمرا ہے۔

"تم لیڈی مہر کے بیٹے ہو؟"

"بالکل!" وہ کھڑکی میں سے سر باہر نکال کر ٹھیک اس طرف دیکھ رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ خود کھڑا تھا۔

"لیکن ان کا نام تو مارگریٹ نہیں ہے۔"

ایک دم سے عالیان کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

اس نے جلدی سے اپنی پشت سے بیگ اتارا اور جو چنا منا کیک بچ گیا تھا' وہ نکال کر امرحہ کے آگے کیا۔

"یہ میں نے بیک کیا ہے۔"

"تم کک ہو؟"

"اوکے! میں چلا۔" اس نے ایک دم لیے ہاتھ چھوڑ دیے جیسے دھیان نہ دینے پر گر گیا ہو۔ امرحہ چیخ دبائی کھڑکی کی طرف لپکی' نیچے جھانکا' چپ سے جھولتا وہ زمین پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ امرحہ نے سر کھڑکی سے باہر نکال لیا۔

"گڈبائے کے لیے تھینکس۔ اب تم سو جاؤ۔"

وہ دونوں ہاتھوں کو منہ کے دائیں بائیں رکھ کر زورا سا چلایا۔

گڈبائے کون کہہ رہا تھا اسے' امرحہ تو اس بندر کے تماشے دیکھ رہی تھی۔ غصے سے اس نے کھڑکی بند کر لی چاہی۔

"میں نہیں جانتا کہ میں وہاں سے یہاں کھڑا کیسا لگ رہا ہوں لیکن یہاں سے تم کھڑکی سے جھانکتے ہوئے ٹاس کے ہاتھ سے بنی گرل ایسٹ ونڈو" جیسی لگ رہی۔ بس تم ذرا غصے میں ہو۔ ٹاس کی گرل تو مسکراتی ہے۔" بیگ کو سنبھالتا وہ توں تانگوں کی تالی بجاتا وہ چلا گیا۔

"بندر!" اتنے پیارے اسپائیڈرمین کو امرحہ بندر کہہ کر بڑبڑانے لگی۔ اس کا دیا کیک وہ کچن میں رکھ آئی۔ اس کا کوئی موڈ نہیں تھا رات کے اس وقت کیک کھانے کا لیکن وہ عالیان کے اس طرح آنے کے بارے میں نہ چاہتے ہوئے بھی رات گئے تک سوچتی رہی۔

یہ اس کا گھر ہے۔ یعنی عالیان بھی لیڈی مہر کا وہ بچہ ہے جسے انہوں نے پالا ہے۔ عالیان سے مل کر اسے کبھی یہ گمان نہیں ہوا کہ وہ بھی کسی ایسے ادارے میں رہا ہے جہاں بے سہارا اور ناجائز بچے پرورش پاتے ہیں۔ اس کے انداز و اطوار ایسے تھے کہ لگتا تھا کہ وہ کسی بڑے خاندان کا چشم و چراغ ہے۔

امرحہ کو عجیب سا لگا۔ کیا یہاں ہر دوسرا شخص ایسا ہی ہے۔ بغیر خاندان کے پرورش پانے والا۔ ناجائز۔

اس کا نام عالیان تھا۔ اس کی ماں کا مارگریٹ تھا یہ سب کیا چکر تھا۔ شاید لیڈی مہر نے اس کا نام عالیان رکھا ہو۔ اسے اردو سکھائی ہو' ورنہ شاید وہ مچرڈ' آئن' یا ہرمین ہوتا لیڈی مہر اپنے سب ہی بچوں سے بہت پیار کرتی تھیں اور بچے ان سے۔ تو ایک بچہ ان کے لیے اپنا نام تو بدل ہی سکتا ہے۔ ان کے باقی بچے بھی تھوڑی بہت اردو بول لیتے تھے۔ تو عالیان کسی کی ناجائز اولاد ہے۔ اسے والدین کے نام پر صرف ماں ملی۔ اسی لیے اس کا سرنیم مارگریٹ ہے۔

عالیان اس کا اچھا دوست بنتا جا رہا تھا' اس کے بارے میں ایسی معلومات ہونے پر وہ اس کے لیے افسوس محسوس کر رہی تھی۔

صرف افسوس۔ اور کچھ نہیں۔

کھلی کھڑکی سے ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی۔ امرحہ کو اس وائٹ ہاؤس میں رہنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اس کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

کمرا جو لیڈی مہر نے اسے دیا تھا کافی بڑا تھا۔ کھڑکیاں قد آدم تھیں اور کمرے کی سب سے خوب صورت بات یہ تھی کہ کھڑکی کے عین سامنے کی دیوار پر کسی نو آموز خطاط کے قلم سے بچی "کن لیکون" کی ہلکے رنگوں سے بنی پینٹنگ لگی تھی۔

اس کی زندگی میں کئی انوکھے واقعات ہو رہے تھے۔ اچھے تھے یا برے تھے لیکن اس کے لیے نئے تھے۔ وہ کھڑکی میں آکر کھڑی ہو گئی اور غیر ارادی طور پر اس طرف دیکھنے لگی جہاں عالیان کھڑا تھا۔ وہ بہت خوب صورت اور زندگی سے بھرپور تھا۔۔۔ جس فرنچ انداز سے وہ خفا ہوتا تھا وہ اس کا ٹریڈ مارک تھا۔۔۔ فرانسیسیوں کو سیکھنا چاہیے۔۔۔ خفا کیسے ہوا جاتا ہے۔

لیکن امرحہ یہ نہیں سوچ رہی تھی کہ وہ کتنا خوب صورت اور زندگی سے بھرپور ہے یا یونیورسٹی اس کے لکھے کو کتابی شکل میں لاتی ہے۔۔۔ وہ تو اس کے ناجائز ہونے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔۔۔ کس قدر کراہت ہے۔

☼ ☼ ☼

اگلے سارا دن ڈور بیل بجتی رہی۔ لیڈی مہر کے لیے ان کے بچوں کی طرف سے دنیا بھر سے تحائف آتے رہے۔ ان کا وقت فون کالز سنتے ہوئے گزرا۔۔۔ اور تو اور سب اپنے اپنے گھر۔۔۔ اپنی اپنی جگہ کیک رکھے بیٹھے تھے اور اسکائپ پر لائیو لیڈی مہر کو سامنے بٹھائے کیک کاٹ رہے تھے۔ ادھر لیڈی مہر کیک کاٹ رہی تھیں۔۔۔ ہر ایک گھنٹے بعد کوئی نہ کوئی آن لائن ہو جاتا۔۔۔ کم سے کم دس کیک کٹے۔۔۔ امرحہ کے پیٹ میں کیک کھا کھا کر درد شروع ہو گیا تھا۔ تحائف کا اتنا ڈھیر لگ چکا تھا کہ اسے لیڈی مہر پر رشک آنے لگا تھا۔ کیسی اولاد ملی تھی انہیں۔۔۔ جو ان کی نہیں تھی اور ان کی اپنی اولاد سے زیادہ ان کی تھی۔۔۔ جن میں قوم و نسل مذہب و روایات کا فرق تھا۔۔۔ فرق نہیں تھا تو ایک محبت میں فرق نہیں تھا۔ لیڈی مہر نے انہیں محبت دی تھی تو وہ بھی کنجوس نہیں تھے۔

مشہور و مزاح نگار اور شاعر

انشاء جی کی خوبصورت تحریریں

کارٹونوں سے مزین

آفسٹ طباعت، مضبوط جلد، خوبصورت گرد پوش

کتاب کا نام		قیمت
آوارہ گرد کی ڈائری	سفرنامہ	450/-
دنیا گول ہے	سفرنامہ	450/-
ابن بطوطہ کے تعاقب میں	سفرنامہ	450/-
چلتے ہو تو چین کو چلیے	سفرنامہ	275/-
نگری نگری پھرا مسافر	سفرنامہ	225/-
خمار گندم	طنز و مزاح	225/-
اردو کی آخری کتاب	طنز و مزاح	225/-
اس بستی کے کوچے میں	مجموعہ کلام	300/-
چاند نگر	مجموعہ کلام	225/-
دل وحشی	مجموعہ کلام	225/-
اندھا کنواں	ایڈگر ایلن پو / ابن انشاء	200/-
لاکھوں کا شہر	او ہنری / ابن انشاء	120/-
باتیں انشاء جی کی	طنز و مزاح	400/-
آپ سے کیا پردہ	طنز و مزاح	400/-

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

رات تک جب آخری تحفہ بھی آچکا تو ان سب نے آتش دان کے پاس بیٹھ کر وہ تحائف کھولے۔۔۔ اتنے بیش قیمت تحائف تھے کہ امرحہ کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ لیڈی مہر ایک تحفے کو کھولتیں، اسے کتنی ہی دیر چھوتی رہتیں، اپنے ہونٹوں سے لگاتیں اور اپنی آنکھوں پر رکھ لیتیں۔۔۔ وہ تحائف بلاشبہ بہت قیمتی تھے کیونکہ انہیں محبت سے خریدا گیا تھا۔۔۔ بے اولاد ہو کر بھی ایک خاتون نے اولاد والوں سے زیادہ خوشی پالی تھی۔۔۔ اور یہ صرف اسی لیے ممکن ہوا تھا کہ انہوں نے انسانیت کی معراج کو چھو لیا تھا۔ انہوں نے رنگ و نسل کو مٹا کر ان سب کو گلے سے لگایا تھا۔

وہ ایک ایک تحفے کو کھولتیں اور اسے بھیجنے والے کے بارے میں انہیں بتاتی جاتیں۔

"دیکھو ذرا سور کن کو۔۔۔ اتنی مہنگی گھڑی مجھے بھیج دی۔۔۔ مجھے اس کی ضرورت ہے یا اسے۔۔۔ اب میں کچھ کہوں گی تو ناراض ہو جائے گی۔۔۔ ہر سال مجھے پہلے سے مہنگا تحفہ دیتی ہے۔۔۔ پارٹ ٹائم جاب کرتی ہے۔۔۔ جب گھر آیا کرتی تھی تو میرے دائیں کان کے ساتھ اپنا بایاں کان جوڑ کر سویا کرتی تھی اور اگر کبھی سوتے میں اس کا سر کھسک جاتا تو اٹھ کر پھر سے میرے کان سے کان ملا کر سو جاتی تھی۔۔۔ جانے اسے کیا خبط تھا۔ کہتی تھی رات میں خوابوں میں، جو کچھ بھی آپ سنتی ہیں۔ میں بھی وہ سننا چاہتی ہوں۔۔۔ اور اگلے دن اٹھ کر مجھے بتایا کرتی تھی کہ رات مجھے آنے والے سارے خواب اس نے بھی سنے ہیں۔۔۔" ساتھ ساتھ لیڈی مہر اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتی رہیں۔

یہ باتیں سن کر جان کر تو امرحہ کو لگ رہا تھا اس نے ملک نہیں بدلا۔ دنیا ہی بدل لی ہے۔۔۔ کیا دنیا میں لیڈی مہر جیسے اور بھی لوگ ہیں۔

"یہ ڈینس نے خود بنایا ہے۔" انہوں نے لکڑی کے نفیس تختے کو ان سب کے سامنے کیا۔۔۔ تختے پر ایک تصویر کھدی تھی جس میں ایک عورت کرسی پر بیٹھی ہے اس کے سر پر فرشتوں کا ہالہ چمک رہا ہے اور دس بچے اس فرشتہ صفت خاتون کے سامنے بیٹھے اسے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

"یہ دیکھو کیا بنا ڈالا ڈینس نے مجھے۔۔۔ آج کل جرمنی میں ہوتا ہے۔ اپنا بزنس کر رہا ہے اور ایک این جی او بھی چلا رہا ہے۔۔۔ یہ بارہ سال کا تھا جب ایک رات میرے پاس رہا تو رات کے کسی پہر اپنے بستر سے نکل کر میرے بیڈ کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ نجانے کب تک کھڑا رہا۔ جب اچانک میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ یہ میرے پاس کھڑا مجھے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے۔۔۔ کیا مجھ سے زیادہ کوئی عورت اس کرہ زمین پر ایسی خوش قسمت ہوگی جسے اس کی اولاد راتوں کو ایسے اٹھ اٹھ کر محبت سے دیکھتی ہو۔"

بہت دیر تک لیڈی مہر سب کی باتیں کرتی رہیں۔ پھر امرحہ انہیں ان کے کمرے میں لے آئی۔ بیڈ سائیڈ ٹیبل پر ایک چھوٹی سی تصویر فریم میں رکھی تھی وہ پہلے وہاں موجود نہیں تھی۔

"یہ عالیان نے دی ہے۔" لیڈی مہر تصویر کو ہاتھ میں لے کر اسے ہونٹوں سے لگانے لگیں۔ تصویر ہاتھ سے بنائی گئی تھی جس میں عالیان نے اپنے تخیل کو دکھایا تھا کہ وہ لیڈی مہر کو نوجوان اور خوب صورت کیسے دیکھنا چاہتا ہے۔

"بہت پیار کرتا ہے مجھ سے۔۔۔" انہوں نے امرحہ کو پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے اپنے سب بچوں کے بارے میں بتایا تھا۔ اب وہ اس کے بارے میں کیوں نہ بتاتیں۔

"اٹھارہ سال کا ہونے کے بعد جب یہ ادارے سے نکلا تو میں اسے گھر لے آئی۔۔۔ یہ میرے دوسرے سب بچوں میں سب سے چھوٹا تھا اور بچپن میں بہت رویا کرتا تھا۔ جب یہ ایک دن اور ایک رات میرے پاس رہ کر جاتا تو مجھے بتایا جاتا کہ وہ واپسی پر بہت ڈسٹرب ہو جاتا ہے' روتا ہے' رات رات بھر سوتا نہیں' کھانا نہیں کھاتا۔۔۔ پھر میں جا کر اسے مل کر آتی لیکن اسے گھر نہ بلاتی۔۔۔ پھر یہ بڑا ہو گیا تو میں نے سوچا اب اسے اپنے پاس رکھوں گی۔۔۔ وہ گھر آگیا اور بہت خوش تھا بلکہ خوشی سے روتا رہا۔ کئی کئی گھنٹے وہ گھر کی دیواروں کو

www.paksociety.com
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

کمروں کو دیکھتا رہتا آتش دان کے قریب بیٹھا اونگھتا رہتا اور پھر رات رات بھر ٹی وی پر ایکشن فلمیں دیکھتا رہتا۔۔۔ میں نے سوچا ’’نیا نیا گھر کا ماحول ملا ہے شاید اس لیے‘‘ لیکن کئی ہفتے گزر گئے اس کے معمولات میں تبدیلی نہ ہوئی دن بھر باہر کھیلتا۔۔۔ رات کو فلم اور ویڈیو گیمز میں نے انتظار کیا کہ شاید وہ خود کو بدل لے۔۔۔ وہ بڑا ہو چکا تھا اب اسے کچھ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ زندگی میں آگے بڑھنا چاہیے تھا لیکن وہ مجھے مایوس کر رہا تھا۔۔۔ ایک دن جب شدید برف باری ہو رہی تھی میں نے اس کے چند گرم کپڑے بیگ میں رکھے اور اسے چند پاؤنڈ دے کر گھر کے دروازے کے باہر کیا اور اس سے کہا۔

’’انسان بن جاؤ تو آجانا۔۔۔ اپنے گھر کو میں تمہیں برباد کرنے نہیں دوں گی۔‘‘

’’پھر؟‘‘ امرحہ کو بے تحاشا حیرت ہوئی۔ لیڈی مہر اتنی سختی سے کام لیتی رہی تھیں۔

’’پورا ایک سال مجھے اس کی کوئی خبر نہیں ملی۔ یہ تو میں جانتی تھی کہ وہ بہت ضدی ہے۔۔۔ غصہ بھی بہت آتا ہے اسے لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ ایسے مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ مجھے دکھ ہوا کہ شاید میں نے اس کے ساتھ زیادہ ہی سختی سے کام لیا۔۔۔ لیکن میں کیا کرتی۔ میرے گھر کا آرام و آسائش اسے برباد کر رہا تھا۔ میں اپنے گھر کو آگ لگا سکتی تھی لیکن عالیان کو ایسے ناکام ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔‘‘

لیڈی مہر کے بیٹے کے قریب کاؤچ پر بیٹھی امرحہ تھوڑی دیر کو چپ سی ہو گئی۔۔۔ اس کے دونوں بھائی نکما ہو کر رہتے تھے اسکول و کالج میں‘ لیکن کبھی انہیں ڈانٹ کے علاوہ کچھ نہیں کہا گیا تھا۔ بابا ان کا جیب خرچ بند کر دیتے تو اماں چپکے چپکے انہیں پیسے دیتی رہتیں۔۔۔ ورنہ دادی۔۔۔ آئے دن وہ نئی سے نئی موٹر سائیکل بدلتے۔۔۔ رات دن بائیک چلاتے‘ رات گئے گھر آتے۔۔۔ اور نہیں تو کمپیوٹر یا موبائل کے ساتھ مصروف رہتے اور اماں بابا کے سامنے یہ سب کرتے۔۔۔ لیکن کبھی انہیں ٹھیک کرنے کے لیے کوئی حکمت عملی نہیں اپنائی گئی تھی۔ اور تو اور اگر وہ سو رہے ہوتے اور دادا انہیں اٹھانے کی کوشش کرتے کہ بہت سو لیے تو اماں اور دادی دادا سے لڑنے لگتیں کہ کیوں اٹھایا جا رہا ہے انہیں۔۔۔ بچے ہیں۔۔۔ سونے دیا جائے۔

’’یہ بچے ہیں۔۔۔ دن کے دو بج رہے ہیں۔۔۔ کام والوں نے اپنے دن کا تو حارزق کما لیا ہے۔ اس عمر میں میں نے اپنے گھر کی ذمہ داری اٹھالی تھی۔‘‘ دادا کہتے۔

’’وہ وقت اور تھے۔‘‘ اماں برا مان جاتیں۔

’’وہ اچھے وقت تھے۔۔۔ میرے ابا جی مجھے سوجوتے لگاتے تھے اگر میری آنکھ اذان فجر کے بعد کھلتی تھی۔ مسجد کے امام صاحب نے بچوں کو جلدی اٹھانے کی عادت ڈالنے کے لیے اذان فجر دینے کی ذمہ داری باری باری سب پر لگائی تھی۔ سمجھ دار لوگ تھے اس زمانے کے۔ حکمت سے تربیت کرتے تھے۔۔۔ میری ماں تندور پر روٹیاں لگاتی تو میرا باپ مجھے تندور کے پاس بٹھا دیتا۔ کہتا تجھے بھی پتا چلنا چاہیے کہ تیری ماں کیسے جھلس کر تیرے لیے روٹی پکا رہی ہے۔۔۔ میرے ابا جی کے نہانے کی بالٹیاں میری ماں مجھ سے بھرواتی۔ کہتی‘ تمہارے لیے محنت مشقت کر کے آتا ہے۔ اس کی دھول مٹی صاف کرنے کی مشقت تم کرو۔۔۔ اگر ہمارے ماں باپ ہمارے چاؤ چونچلے ہی کرتے رہتے تو وقت کی چکی نے ہمیں پیس کر رکھ دیا ہوتا اور ہم چلنے سے پہلے گرنے جیسے ہو جاتے۔‘‘

’’بس بس۔۔۔‘‘ دادی کو ہمیشہ دادا کا لیکچر برا لگتا۔

دادا کے اس لیکچر کی سمجھ اب امرحہ کو آ رہی تھی۔

’’پھر کیا ہوا۔۔۔؟‘‘ امرحہ کو بہت دلچسپی ہو رہی تھی اس قصے میں۔

’’مجھے اتنا تو یقین تھا کہ وہ محفوظ ہو گا لیکن کبھی کبھی مجھے بہت ڈر لگتا۔ فون بجتا تو میرا دل سہم جاتا۔۔۔ میرے کان ڈور بیل کی آواز پر لگے رہتے لیکن پورا سال بیت گیا۔ اس کی کوئی خبر نہ ملی۔۔۔ ایک رات میں سو رہی تھی تو کسی نے میرا لحاف اٹھا کر بادام کے

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

چھوٹے سے کیک پر ایک موم بتی جلا کر میرے آگے کیا۔۔۔ وہ عالیان تھا۔ وہ کھڑکی کے راستے میرے کمرے میں مجھے سرپرائز دینے آیا تھا۔"

"تو وہ یہ روایت اب تک قائم ہے۔"

"ہاں!" لیڈی مہر مسکرانے لگیں۔ "لیکن اب کچھ ایسے کہ میں اپنا کمرا بدل چکی ہوں۔۔۔ وہ ایک ایک کھڑکی پھلانگتا جھانکتا آتا ہے۔۔۔ اس رات اس نے مانچسٹر یونیورسٹی کا اسٹوڈنٹ کارڈ میرے آگے رکھا۔ میں انسان بن چکا ہوں۔" اس نے فخر سے مجھے بتایا۔

"یونیورسٹی نے اسے اسکالرشپ دیا تھا۔" لیڈی مہر نے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی۔۔۔ "اس نے مجھے مایوس نہیں کیا تھا۔ جب میں نے ان سب بچوں کو گود لیا تھا' اس وقت میں نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ میں انہیں بہترین انسان بناؤں گی۔ مجھے کوئی بھی راستہ اپنانا پڑے دریغ نہیں کروں گی۔ ایک عورت کی گود میں جب بچہ آتا ہے تو اس پر جتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک ایسا فرض جس میں غفلت کی گنجائش نہیں ہے۔۔۔ جب ایک انسان کو پرورش کے لیے۔۔۔ تربیت کے لیے ایک دوسرا انسان دیا جاتا ہے تو جیسے کل انسانیت کی لگامیں اس کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہیں کہ اسے ابلیس بنا دو کہ کل انسانیت کے لیے وبال بن جائے یا وہ بندہ بشر جو اپنے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں خیر کی روشنی بکھیرتا چلا جائے۔۔۔ سارے انسان خیر ہوتے ہیں امرحہ۔۔۔ بس ان کی پرورش کے جو گہوارے ہوتے ہیں' وہ انہیں کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ یہ سب پھول ہوتے ہیں' بس ہم ہی انہیں توڑ کر مسل کر اپنی مرضی کے کیچڑ میں پھینک دیتے ہیں۔"

☼ ☼ ☼

ویرا کو Platt Lane پر واقع گیلری تک کا شیوم جانا تھا۔ پہلے اس نے امرحہ کے لیے بالوں کی لٹوں کو گول گول بل دے کر مخصوص روسی انداز میں گوندھا پھر اسے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔

"میں سائیکل پر نہیں جاؤں گی۔"

"کیوں۔ ابھی بھی ڈرتی ہو سائیکل پر بیٹھنے سے؟"

"جیسے تم چلاتی ہو' کوئی بھی ہمیشہ کے لیے ڈر سکتا ہے۔ یونیورسٹی تک ٹھیک ہے۔۔۔ کہیں اور جانا ہے تو سب وے یا بس۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔" دونوں بس سے Platt Lane آ گئیں۔ موسم بدل گیا تھا تو ویرا لانگ شوز پہنے تھی۔ چست جینز جیسے جنگل میں شیر کے شکار کے لیے جا رہی ہو۔ بالوں کے نت نئے اسٹائل بنائے ہوئے وہ اپنی آنکھوں کو ایسے چوکنا رکھ کر چلتی جیسے کسی خفیہ ایجنسی کی ایجنٹ ہو۔ امرحہ کو اس کے ساتھ چلتے ہوئے ایسا احساس ہوتا جیسے وہ اس کی باڈی گارڈ ہے اور کوئی امرحہ کو کسی بھی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ دل ہی دل میں خواہش کرتی کہ کاش وہ بھی ویرا جیسی ہو جائے۔

اس نے ویرا سے پوچھا نہیں۔ خود سے ہی سوچ لیا کہ وہ خریداری کرنے جا رہی ہے کپڑوں کی' لیکن گیلری پہنچ کر اسے اندازہ ہوا کہ شاید ویرا یہاں اپنے کسی آرٹیکل کے لیے مواد اکٹھا کرنے آئی ہے یا اپنے بلاگ کے لیے کچھ تصویریں لینے۔۔۔ جس باریک بینی سے وہ ملبوسات کا جائزہ لے رہی تھی' وہ عام انداز نہیں تھا۔ وہی ایجنٹ کا سا انداز۔۔۔

"تمہارا یہاں چوری کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے نا؟" آواز کو آہستہ رکھ کر امرحہ نے پوچھا۔

"تم میرے بارے میں ایسے بھی سوچ سکتی ہو؟" ایجنٹ نے اسے گھورا۔

"وہ۔۔۔ تم اسی قسم کی فلمیں دیکھتی ہو نا!"

"مطلب جو فلموں میں دیکھتی ہوں' وہی سب کرنے بھی لگوں۔۔۔ مجھے یقین دلاؤ کہ پاکستان میں سب تمہارے جیسے نہیں ہیں؟"

امرحہ نے منہ پھلا لیا اور ایسا انداز اپنا لیا کہ اب وہ ویرا سے کوئی بات نہیں کرے گی۔۔۔ شام تک۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

بلکہ رلت تک۔۔۔

"اپنا یہ منہ ایسے ہی پھلائے رکھنا لیکن کھولنا مت' میں یہاں مخصوص طرز کا ایک لباس ڈھونڈنے آئی ہوں' جب وہ مل جائے گا تو باقی کی تفصیل بھی بتادوں گی۔ تم چاہو تو الگ سے گیلری کو دیکھ سکتی ہو۔ فارغ ہو کر میں تمہیں ڈھونڈ لوں گی۔" ویرا چیونٹی کی رفتار سے ایک ایک شوکیس کے آگے سے سرک رہی تھی۔ نہ وہ لوگ یا ہر اس ٹائم کے سیکشن میں تھے۔

نہ صرف مانچسٹر بلکہ پورے برطانیہ میں "دی گیلری آف کسٹم ہاؤسز" اپنی انفرادیت میں یکتا حیثیت کی مالک گیلری ہے۔ گیلری میں ہزار سے زائد آئٹم رکھتی ہے۔ لیٹ 17's سے اب تک کے فیشن کے مردانہ' زنانہ' بچگانہ کپڑے' جوتے' زیورات اور ایسی ہی دوسری چیزیں بڑے پیمانے پر کاسٹیوم ہاؤس میں نمائش کے لیے رکھے گئے ہیں۔ یعنی یہ ہاؤس ایسی سب چیزوں کا جدید طرز سے سجا عجائب گھر ہے۔ ظاہر ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے خاص طور پر 17's۔ 18's۔ 19's کے جمے دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یقین نہیں آتا کہ کبھی یورپ میں بھی خواتین نے دستانے پہنے تھے۔ اسکارف کے استعمال کو لباس کی طرح ضروری سمجھا جاتا تھا۔ ایسے گھیردار لباس پہنے جاتے تھے کہ اصل جسامت کے بارے میں اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ تو پھر ایسے پیارے ملبوسات سے انہوں نے کیونکر اپنی جان چھڑالی۔۔۔؟ ترک کیوں کر دیے؟

تغیر وقت کی روح ہے۔۔۔ اور بلاشبہ آنے والا وقت گزر جانے والے وقت سے بدتر ہوتا ہے۔۔۔ ہوتا رہے گا۔۔۔ ایسا ہی فرمایا گیا ہے۔

ان ملبوسات نے امرحہ کو مبہوت کردیا۔ وہ بے حد نفاست سے سلائی کیے گئے تھے۔ انہیں پہننے سے زیادہ دیکھتے رہنے کو دل چاہتا۔ موتی میلے جو انہیں پہنے کھڑے تھے۔ سانس لیتے لگتے اور دیکھنے والوں کو اپنے ساتھ وقت کے تغیر کے سفر پر جانے پر مجبور کردیتے۔

۔۔۔ امرحہ نے ان کے ساتھ وقت کا سفر کیا۔

جب وہ جی بھر کر گیلری دیکھ چکی تو ویرا کے پاس آئی۔ وہ ایک وکٹورین شوکیس کے سامنے کھڑی پنسل سے کاغذ پر اسکیچ بنارہی تھی۔

"اب یہ کیا کررہی ہو؟"

"اپنے لیے ڈریس بنارہی ہوں۔" اپنے کام میں مصروف وہ بولی۔

وہ ایک وکٹورین فراک کا اسکیچ بنارہی تھی۔ جس کے بازو کہنی تک تھے اور آگے جالی لگی ہوئی تھی جو کلائی پر پھولدار فلائی ساخت میں بند ہوجاتی تھی۔۔۔ فراک تین چار مختلف رنگ کے کپڑوں سے بنائی گئی تھی۔ لیکن اس کلر اسکیم کو بڑا اچھا ملایا گیا تھا اور جا بجا اس پر سفید جالی کے پارچے لہریے دے کر چھوڑے گئے تھے۔ اس کا گھیر اتنا تھا کہ امرحہ کے پانچ شلوار سوٹ آرام سے بن سکتے تھے۔

امرحہ نے ویرا کی پسند کی داد دی۔۔۔ بلاشبہ وہ ایک بے حد نفیس فراک تھی اور اس کی خاص بات یہ تھی کہ اسے دیکھنے سے ہی ایک شان کا احساس ہوتا تھا۔ متبری اور اعلیٰ ذوق کا۔۔۔ وہ اپنا کام مکمل کرچکی تو وہ دونوں باہر آگئے۔ امرحہ کے پاس مزید دو گھنٹے تھے پھر اسے اپنی جاب پر جانا تھا۔

"کیسا ہے؟" ویرا نے اسکیچ اس کے آگے کیا۔

"زبردست۔۔۔ پر اس کا کروگی کیا؟"

"بہت ہی خاص دن پہنوں گی۔"

"اپنی شادی پر۔۔۔؟"

"اس سے بھی خاص دن۔۔۔"

"شادی سے بڑھ کر خاص دن اور کیا ہوسکتا ہے۔۔۔ کانووکیشن پر۔۔۔؟"

"میرے نزدیک شادی سے بھی زیادہ ایک اور دن بہت زیادہ خاص ہوتا ہے کسی لڑکی کے لیے۔۔۔ جب اسے لگتا ہے کہ اسے دو زندگیوں کے نزیکس کو ایک کر دینا چاہیے۔۔۔ جب وہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اسے اپنی زندگی میں کسی اور ایک اپنے ہی جیسے بے حد اہم اور اکلوتے انسان کو شامل کرنا ہے۔۔۔ یعنی وہ وقت جب وہ لوگ بالآخر یہ طے کرلیتے ہیں کہ ان میں بادشاہ کون ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

اور ملک کون۔" آخری فقرہ ویرا نے نچلے لب کا کونا دانتوں میں لے کر شرارت سے چھوڑتے ہوئے کہا۔

"جب کوئی تمہیں پرپوز کرے گا اس دن؟"

ویرا دل کھول کر ہنسی۔ "یہاں میں نے تھوڑی سی تبدیلی کر دی ہے۔۔۔ جس دن میں اسے پرپوز کروں گی۔۔۔ اس دن۔۔۔ جس دن تم مجھے اس میں۔۔۔" اس نے اسکیچ کی طرف اشارہ کیا۔ "دیکھو، سمجھ لینا میں معرکہ سر کر آئی ہوں۔"

امرحہ کو اس کا انداز اچھا لگا۔ وہ جانتی تھی اسے پرپوز کیا نہیں جائے گا بلکہ یہ اہم کام وہ خود کرنا پسند کرے گی۔۔۔ ایک فراک امرحہ کو بھی بہت پسند آئی تھی۔ وہ ہلکے گلابی رنگ کی تھی جس پر ہلکے نیلے، سرخ، پیلے پروں والی تتلیوں کو ایسے بنایا گیا تھا جیسے وہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے بھاگتی دوڑتی شرارتیں کرتی کھیل کود کی حد کر رہی ہوں۔

امرحہ اس فراک کو اپنے سب سے خاص دن اپنی شادی کے دن زیب تن کرنے کی خواہش کو اپنے اندر پیدا ہونے سے نہ روک سکی۔ یہ خواہش اچانک اس کے اندر جاگی ورنہ اس نے کبھی اپنی شادی کے بارے میں کچھ بھی نہیں سوچا تھا اس نے تو کبھی اس شخص کے بارے میں نہیں سوچا تھا جسے کبھی تو اس کی زندگی میں آنا ہی تھا۔ اس کی منگنی ہوئی تو بھی اسے کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی تھی کہ وہ کون شخص ہے۔ اسے صرف اپنے گھر کے ماحول سے اپنے آس پاس کے ماحول سے نکلنے میں دلچسپی تھی۔ حتیٰ کہ اس کی شادی بھی طے ہو گئی تب بھی اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ کون ہے کیسا ہے۔

اس نے کئی بار اس بارے میں سوچا کہ ایک دادا کے علاوہ وہ کیوں باقی سب سے لاتعلق سی رہتی ہے۔ ان کے ساتھ تعلق کیوں نہیں بنا پاتی۔۔۔ اس کی دوستیں دور دور سے دوستیں ہی کیوں رہتی ہیں وہ ان کے اور قریب کیوں نہیں جا پاتی؟

اس نے دادا کو یہ سب بتایا تو وہ خاموش سے ہو گئے اس وقت تو نہیں لیکن آنے والے دنوں میں دادا نے اسے بتایا کہ وہ ایسا اس لیے کرتی ہے کیونکہ آج تک سب نے اسے تکلیف ہی دی ہے۔ اسے سب انسان ایک جیسے لگتے ہیں 'صرف تکلیف دینے والے' اندر کے اس وہم اور خوف کی وجہ سے اسے کوئی اتنا اچھا لگتا ہی نہیں کہ وہ اس کی ذات میں دلچسپی لے، اس سے اعتماد اور ربط کا ناتا بڑھائے۔

وہ اور ویرا Platt Fields پارک آ گئے۔ سینڈوچز اور کوک ان کے ہاتھ میں تھی۔ چلتے چلتے ایک دم سے ویرا اچھلی اور ساتھ ہی روسی زبان میں گالی دی۔ پھر تیزی سے بالکل سپرمین کی طرح اڑ کر چھلانگ لگا کر اسکیٹنگ کرتے ایک ہپ ہوپ بوائے کو گردن سے جا لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس پر لاتوں، گھونسوں اور گالیوں کی بوچھاڑ کر دی، پھر اس نے اس لڑکے کو کسی بلی کے بلونگڑے کی طرح اٹھایا اور جھیل کے ٹھنڈے پانی میں اچھال دیا، شڑاپ کی آواز آئی اور کنارے پر کھڑی ویرا انگلی اس بلونگڑے کی طرف لہرا لہرا کر اسے مزید القابات سے نواز رہی تھی۔

ویرا کے غصے اور انگلی لہرانے کی رفتار کو دیکھ کر امرحہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ روسی زبان میں اس وقت کیا نشر کیا جا رہا تھا۔ بلونگڑے نے پانی میں ڈبکی لگائی اور تیزی سے ہاتھ پیر مارتا دوسرے کنارے سے نکل کر بھاگ گیا۔

"کیا کیا تھا اس پہاڑی بکرے نے؟" امرحہ کو اس کے بھاگنے کے انداز پر بہت ہنسی آئی۔

"میری کمر پر چٹکی بھر کر گیا تھا۔"

"تم نے کیسے اس پر تشدد کیا۔ اسے ٹھنڈے پانی میں پھینک دیا۔۔۔ کوئی مسئلہ ہو گیا تو۔۔۔ وہ پولیس لے آیا تو۔۔۔؟"

"پولیس لے آئے یا فوج، میں تیار ہوں۔۔۔ ایک بار اسکول گراؤنڈ میں میرے ایک کلاس فیلو نے مجھے ہراساں کیا تھا۔ میں دس سال کی تھی اس وقت۔۔۔ وہ ایک لوفر اور گندا لڑکا تھا اور اسکول کی ہر کمزور لڑکی اس سے ڈرتی تھی۔ اگلے دن خوف سے میں اسکول نہیں گئی۔ میرے پاپا کو میرے اسکول نہ جانے کی وجہ معلوم ہوئی تو انہوں نے مجھے گھر کے باہر پہاڑ کی طرح جمی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

برف میں گردن تک دبا دیا ۔۔۔ میرے بدن پر ایک بھی گرم کپڑا نہیں تھا۔ میں چیخنے اور چلانے لگی وہ خاموشی سے میرے پاس بیٹھے رہے۔ جب میں بالکل مرنے کے قریب ہو گئی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ برف کے اس ڈھیر میں دبے رہنا بہادری ہے یا اسکول سے چھٹی کر لینا۔۔۔ بھی بابا نہ خوف اور بزدلی کی بنا پہ۔۔۔ وہ مجھ سے بار بار یہی ایک سوال پوچھتے رہے۔۔۔ میرے ہونٹ نیلے پڑ گئے ۔۔۔ اور میری جان نکلنے میں کچھ ہی وقت رہ گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر تم نے باقی ماندہ زندگی بھی ایسے بزدل بن کر گزارنی ہے تو خود کو اسی برف میں دفن رہنے دو ۔۔۔ مر جاؤ اسی ڈھیر میں ۔۔۔ بزدلوں کو مر ہی جانا چاہیے۔۔۔"

امرحہ دیر تک ویرا کی شکل دیکھ رہی تھی۔

"روس کی ٹھنڈ اور برف کے بارے میں جانتی ہو؟"

"ہاں ۔۔۔!" امرحہ نے ساتھ زور زور سے سر بھی ہلایا۔

"کیا؟"

"ٹھنڈ ٹھنڈ ہوتی ہے۔ برف برف ہوتی ہے۔" کیا جواب دیا تھا اس نے۔

"ٹھنڈ ٹھنڈ نہیں ہوتی' برف برف نہیں ہوتی امرحہ ۔۔۔ موت ہوتی ہے۔ سفید موت ۔۔۔ سردیوں میں پانی پھینکو تو وہ وہیں فضا میں ہی جم جائے ۔۔۔ تمہارے گرم ملکوں کے لوگ وہاں جاتے ہی مرنے سے لگتے ہیں' ویسے تمہاری دنیا کے بارے میں معلومات اتنی کم کیوں ہے؟"

"میں جانتی ہوں' روس کہاں ہے۔"

"روس میں کیا کیا ہے' یہ جانتی ہو؟"

"پاکستان میں کیا کیا ہے' تم جانتی ہو؟"

"پاکستان میں کیا کیا نہیں ہے۔ میں یہ بھی جانتی ہوں ۔۔۔ تم کیا چاہتی ہو میں ضیا سے بات شروع کروں یا عبدالقدیر سے۔ کہو تو میں کہوٹہ کے بارے میں بھی بہت کچھ بتا سکتی ہوں ۔۔۔ میں تمہیں تمہارے ان چند شہروں کے نام بھی بتا سکتی ہوں' جو زیر زمین چھپے ہوئے

ذخیرے رکھتے ہیں لیکن جن کے بارے میں خود پاکستانی نہیں جانتے ۔۔۔ کیونکہ انہوں نے کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی ۔۔۔ وہ صرف ان رپورٹوں کو مانتے ہیں جو انہیں بابا نما غیر ملکی بتا دیتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ پاکستان ان ذخیروں کو استعمال میں لا کر ترقی کرے۔ وہ ایسا تب کریں گے جب انہیں یقین ہو جائے گا کہ ان ذخیروں کے نکلتے ہی انہیں ان کے ٹھیکے مل جائیں گے یا ان پر ان کا قبضہ ہو سکے گا ۔۔۔ ہمارے روس میں ایک بات کہی جاتی ہے کہ پاکستانی اس وقت سیلوٹ کیے جانے کے لائق تھے جب وہ ہندوستانی سے پاکستانی بنے تھے ۔۔۔ اور تب جب وہ ایک ایٹمی طاقت بنے تھے ۔۔۔ اور بس ۔۔۔ پاکستانیوں نے یہ سیلوٹ دوبارہ نہیں لیا ۔۔۔"

امرحہ جانتی تھی' وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ خود امرحہ کو یہ تک معلوم نہیں تھا کہ پاکستان ایٹمی طاقت کس سن میں بنا۔

"تم نے اس کے ساتھ کچھ زیادہ ہی کر دیا۔" امرحہ کو اسے پرانے موضوع پر واپس لانا پڑا۔ وہ مزید ویرا کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر ویرا پاکستان کو لے کر کوئی عام سا ہی سوال پوچھ لیتی اور اسے اس کا بھی جواب نہ آتا تو ۔۔۔ تو برا ہوتا ۔۔۔ کم سے کم ایک پاکستانی کو تو پاکستان کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے۔

"زیادہ نہیں بلکہ بالکل ٹھیک کیا ۔۔۔ ٹھنڈے پانی نے اس کی اندر کے گندے کیڑے کو بھگو بھگو کر کچل ڈالا ہو گا۔"

"تم بہت بہادر ہو ویرا ۔۔۔!"

"اگر مجھے ایسے برف میں دبایا نہ جاتا تو میں کبھی ایسی بہادر نہ ہوتی۔"

ایک لمحے کے لیے امرحہ بالکل خاموش سی ہو گئی۔ ایک ویرا تھی جسے بہادر بنایا گیا تھا۔ ایک امرحہ تھی جسے مسل مسل کر رلایا گیا تھا ۔۔۔ وہ دونوں انسان تھیں ۔۔۔ لڑکیاں ۔۔۔ لیکن ان میں سے ایک کتنی گنا مضبوط اور کئی قدم آگے تھی اور دوسری کئی گنا کمزور اور بہت پیچھے تھی ۔۔۔ دونوں انسان ہی تھیں پھر بھی برابر نہیں

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

www.paksociety.com

تھیں۔

"تو تمہارے فادر تمہاری طاقت ہیں؟" امرحہ کو اس پر رشک آرہا تھا۔

"وہ میرے استاد ہیں۔۔۔ انہوں نے اپنی طاقت مجھے نہیں دی بلکہ میرے اندر کی طاقت کو میرے اندر بیدار کیا ہے۔۔۔ جب ایک باپ اپنی بیٹی کے اندر اس طاقت کو بیدار کرتا ہے تو وہ زندگی کے ہر بڑے میدان میں فاتح بننے کے لیے اپنی بیٹی کو تیار کرلیتا ہے۔۔۔ اور یہ پاور صرف ایک باپ اپنی بیٹی کو دے سکتا ہے۔۔۔ انہوں نے مجھے سکھایا کہ بزدلی اور بہادری دونوں کا تعلق دماغ سے ہے جسم سے نہیں۔۔۔ اگر دماغ کو نڈر بنالیا جائے تو جسم ہرگز ڈرپوک نہیں بنتا۔۔۔ وہ کہتے ہیں ناکوئی آپ کو انگلی لہرا کر دھمکائے' آپ اسے مکا مار کر خاموش کروادیں۔"

"تمہیں کوئی بھی ردعمل میں نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے تو کیا نقصان کے خوف سے میں بزدل بنی رہوں خاموش رہوں۔۔۔ ایسا میں نہیں کر سکتی۔ ویسے تمہیں تمہارے پاپا نے کیا سکھایا ہے امرحہ؟"

ایک گہرا سایہ امرحہ کے چہرے پر سے ہو کر گزرا۔۔۔ بابا رلتے گئے گھر آتے تھے۔ انہیں دنیا میں ایک ہی چیز کی فکر رہتی تھی' اپنی کارپٹ شاپ کی۔۔۔ وہاں رکھے چھوٹے بڑے ہر کارپٹ کی۔۔۔ بیگمات کے گھر وقت پر ڈلیوری کی۔۔۔ حتیٰ کہ شاپ پر فیوز ہو جانے والے انرجی سیور تک کی بھی۔۔۔ یونیفارم میں ایک دن صبح وہ ان کے سامنے اپنی وین کے لیے نکلنے لگی تو انہوں نے پوچھا۔

"کتنے بجے چھٹی ہوتی ہے تمہاری اسکول سے؟"

"میں اسکول نہیں کالج جاتی ہوں ابا۔" کہہ کر وہ وین میں آکر بیٹھ گئی اور بمشکل اپنے رونے پر قابو پاسکی۔ جس باپ کو یہ تک معلوم نہیں تھا کہ اس کی بیٹی اسکول نہیں کالج جاتی ہے وہ باپ اس کی تکلیفوں کے بارے میں کیسے جان سکتا تھا۔ جس باپ کی بابت وہ ایسا پوچھ رہی تھی' وہ باپ اس کے لیے دادا بنے تھے۔

"میں بارہ سال کی تھی اور بری طرح سے رو رہی تھی۔ میرے دادا مجھے ایک بہت بڑے پارک میں لے گئے۔ وہ سال کے گرم ترین دنوں میں سے ایک دن تھا۔ کیا تم گرم ترین دنوں کا مطلب جانتی ہو؟" امرحہ نے رک کر ویرا سے پوچھا۔

"ہاں! اتنا گرم کہ انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔" ویرا سب جانتی تھی۔

"ہاں یہ وہی دن تھے۔۔۔ پارک میں لے جا کر میرے دادا نے مجھے وہ مردہ پرندے دکھائے جو گرمی سے مر چکے تھے۔۔۔ وہ مجھے ایک درخت کے نیچے لے کر بیٹھ گئے اور انہوں نے مجھے پرندوں کو دیکھتے رہنے کے لیے کہا اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے ایک چڑیا گرمی کی تاب نہ لا کر مر گئی۔۔۔ میرے دادا مجھے اس کے قریب لے گئے اور مجھ سے پوچھا۔

"امرحہ! مرنے سے پہلے کیا تم نے اس چڑیا کو روتے۔۔۔ آہ و بکا' شکوے شکایتیں کرتے دیکھا۔۔۔ گرمی نے اسے اتنی تکلیف دی۔ کیا اس کی میٹھی چوں چوں بھدی آواز میں بدلی۔۔۔ بلکہ یہ بے چاری تو خاموش ہو گئی پھر تو یہ معصوم سی چڑیا انسانوں سے بڑھ کر ہو گئی۔"

دادا نے چند چھوٹے کنکر اٹھا کر پرندوں کو مارے۔ وہ خاموشی سے پھر سے اڑ گئے۔ انہوں نے اپنی جگہ بدل لی لیکن واویلا نہیں کیا۔ نہ روئے نہ چلائے۔۔۔ پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ کائنات کی ادنیٰ مخلوق حشرات' پرندے اور دوسرے جانور بھی انسان کی طرح آہ و بکا نہیں کرتے۔ انسان کی طرح روتے چلاتے نہیں' واویلا نہیں مچاتے۔۔۔ لیکن کائنات کی ارفع و اعلیٰ مخلوق انسان یہ کام بہت شوق سے کرتا ہے' ایسے گلا پھاڑتا ہے سینہ کوبی کرتا ہے جیسے کائنات کے رب نے ظلم کے دکھوں کے سب ہی پہاڑ اس پر توڑ ڈالے ہیں۔۔۔ ایک اکیلا وہی تکلیف اٹھا رہا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ دکھ یہ تکلیف اسے کتنا فائدہ دے رہی ہیں۔ اس کی استاد بنی اسے کیا کیا کچھ سکھا رہی ہے۔ بس وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

روئے چلا جاتا ہے۔"

"تو تمہارے دادا کے پاس ساری مشرقی حکمت ہے!"

"نہیں ۔۔۔ ان کے پاس صبر اور علم ہے تھوڑا سا۔ وہ ایک اچھے استاد رہے ہیں اور میں ایک بری شاگرد ۔۔۔ ہم اپنے استاد کو وہاں ناکام کر دیتے ہیں جب ہم اس کی سنتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔ ہر دن ہر رات وہ مجھے ایسی ہی باتیں سناتے لیکن میں نے تو اپنے وجود کو جیسے پتھر کا بنا لیا تھا۔ قطرہ قطرہ سوجھ بوجھ کی کوئی بھی بوند اس پر اثر نہیں کر رہی تھی ۔۔۔ اب تم سب کو دیکھتی ہوں تو خیال آتا ہے کہ اپنی زندگی کن اندھیروں میں گزارتی رہی ہوں۔ ذرا سی ہمت کرتی تو ان اندھیروں سے نکل سکتی تھی۔"

"کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ ماضی میں؟ کچھ بہت برا؟"

"تم سنو گی تو ہنسو گی ۔۔۔"

"میں ہنسنا چاہتی ہوں۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن بتاتے بتاتے میں رو پڑوں گی ۔۔۔" اس نے بھی سنجیدگی سے ہی کہا۔

جھیل میں بطخیں ایسے سکون سے تیر رہی تھیں' جس سکون سے انسان کا واسطہ کم ہی پڑتا ہے۔

☼ ☼ ☼

"Skype is God send"

اور وہ اس کی قائل بھی تھی۔ دادا ہر دن اس سے بات کر کے اسے دیکھ کر ہی سوتے تھے۔ اس نے موبائل لے لیا تھا اور چلتے پھرتے' ہر اوقات میں دادا سے اسکائپ پر بات کر لیا کرتی' انہیں دیکھ لیا کرتی' موبائل کے ذریعے ہی اس نے دادا کو اپنی کلاس "اپنی کلاس فیلوز اور یونیورسٹی دکھائی تھی۔ کلاس میں سر کے آنے سے پہلے اس کی کلاس فیلوز نے ہاتھ لہرا کر یک زبان ہو کر کہا تھا۔

"ہیلو گرینڈپا!" اور گرینڈپا اتنے خوش ہوئے تھے کہ پھولے نہیں سمائے تھے۔

"بڑے اچھے لوگ ہیں امرحہ! یہ سب تو۔" وہ بہت خوش ہوئے۔

"ہاں جی! بہت ہی زیادہ اچھے۔" وہ قہقہہ لگا گئی۔

اس نے دادا کو آئس لینڈ کی وہ خاتون بھی دکھائیں' جو وہ کم ستر سال کی عمر میں ماسٹرز کر رہی تھیں اور یونیورسٹی کے باقی اسٹوڈنٹس اور اپنی کلاس کے پروفیسرز سے یہ درخواست کر کے پائی جاتی تھیں کہ ان کی عمر کو بالائے طاق رکھ کر انہیں بھی دوسرے اسٹوڈنٹس کی طرح عام اسٹوڈنٹ سمجھا جائے انہیں کوئی رعایت نہ دی جائے۔ وہ اس وقت بھی پریشان جاتی تھیں۔ جب لائبریری میں کوئی ان سے یہ کہتا تھا کہ وہ چھ یا آٹھ کتابوں کا مستقل سیٹ کو ان کے اسٹل روم تک چھوڑ آتا ہے۔ یونیورسٹی اسٹاف کو ان سے بہت توقعات تھیں اور سب کا ماننا تھا کہ وہ ضرور دنیا بھر میں مانچسٹر یونیورسٹی کا نام روشن کریں گی اور گالووکیشن ڈے پر یقیناً" دنیا بھر کا میڈیا مسز ریجل کی شاندار کامیابی کو کوریج دینا فرض سمجھے گا۔

"دادا! آپ بھی آجائیں۔ یہاں چھوٹا موٹا کوئی کورس ہی کر لیں۔"

"اس عمر میں میں کیا کروں گا کورس کر کے۔"

"یہی سوال میں نے بھی مسز ریجل سے پوچھا تھا کہ اس عمر میں تاریخ کو کھنگال کر اس میں گھس کر اور پھر اس میں ڈگری لے کر وہ کیا کریں گی تو انہوں نے کہا۔ عمر ۔۔۔ کوئی چیز نہیں ہوتی ۔۔۔ اصل چیز زندگی ہوتی ہے ۔۔۔ اور میرے وجود میں زندگی ایسے ہی دوڑتی ہے جیسے کسی نومولود کے جسم میں ۔۔۔ تو جب زندگی کا معنی ایک ہے "زندہ رہنا" تو میں کسی شاندار مقصد کو لے کر زندہ کیوں نہ رہوں۔ اس سے پہلے میرا مقصد میرے بچوں' میرے خاندان کی پرورش اور دیکھ بھال تھا' جب میں اس سے فارغ ہوئی تو میں نے ایک نیا مقصد اپنا لیا ۔۔۔ اس میں عمر اور نفع نقصان کی تو بات ہی نہیں ہے ۔۔۔ یہ تو مقصد کو پا لینے کی بات ہے' جو میں پا رہی ہوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

والوا اسے سالگرہ وش کر رہے تھے۔ جب وہ کچن میں سادھنا کے ساتھ ناشتا بنا رہی تھی۔ اس نے موبائل اسٹینڈ میں موبائل لگا دیا تھا اور کام کرتے ساتھ ان سے باتیں کر رہی تھی۔ سادھنا نے سنا تو اسے گلے سے لگایا اور کیک بنانے کا وعدہ کیا۔۔۔ ویرا نے فی الحال ایک سرخ رنگ کا ربن اس کی کلائی پر باندھ دیا اور ایک اپنی کلائی میں کہ دونوں کو یاد رہے کہ ایک نے گفٹ لینا ہے اور دوسرے نے دینا ہے۔ این اون نے بھی جیسے اپنا علامتی چپ کا روزہ توڑا اور اسے جاپانی گیت گا کر وش کیا۔ نشست گاہ میں کسی چھوٹی بچی کی طرح ہل ہل کر گیت گاتی وہ ان تین خواتین کو حیران کر رہی تھی۔ لیڈی مہر اسے ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے دیکھتی رہیں۔ جب وہ گا چکی تو لیڈی مہر نے پر زور سراہا کر کہا۔

"مجھے امید تھی کہ تمہارے اندر بھی کوئی نہ کوئی کلا ضرور موجود ہے۔۔۔ رات کو مجھے تم چند ایسے ہی گیت سنانا۔"

امرحہ کے ہاتھ پر کس کر کے این اون پھر سے پرانی این اون بن گئی جو سال میں ایک بار مشکل سے کوئی غیر ضروری بات کیا کرتی تھی۔ لیڈی مہر نے رات کے ڈنر کے اہتمام کا امرحہ سے وعدہ کیا۔

اور یونیورسٹی میں رنگ برنگے پھول لیے کوئی اس کا منتظر تھا۔۔۔ وہ اپنی کلاس لے چکی تھی اور اپنے ڈپارٹمنٹ کی حدود سے نکل ہی رہی تھی کہ عالیان ایک دم سے اس کے آگے آگیا۔ شاید وہ بھاگتا ہوا آیا تھا۔

"یہ لو۔۔۔ وقت تمہیں زندہ رکھے۔"

"وقت مجھے زندہ رکھے" روزانہ بھی۔

"تمہاری سالگرہ ہے نا آج تو تمہیں دعا دے رہا ہوں جسے وقت زندہ رکھتا ہے اس کی عمر ہزاروں سال۔۔۔ کئی صدیاں ہوتی ہے۔"

وہ مسکرانے لگی۔۔۔ "تمہیں کس نے بتایا؟"

"میں نے خود کو خود ہی بتایا۔" اسے لگا اس کی تعریف کی گئی ہے۔

"میری سالگرہ کا کس نے بتایا پاگل۔"

"لو۔۔۔ سادھنا نے۔ فون آیا تھا اس کا کیک بنانے کی ترکیب پوچھ رہی تھی مجھ سے۔۔۔"

"آخر یہ برطانوی لوگوں کو گھر میں بیکنگ کرنے کا جنون کیوں ہے؟"

"سادھنا ہندوستانی ہے۔" اس نے اطاعت گزار بچوں کی طرح ایسے کہا کہ اسے پیار آنے لگے۔

امرحہ نے اس کے لائے گلدستے میں سے جو کسی باغ سے توڑے لگتے تھے سفید، نیلے، سرخ پھول چن لیے اور پیلے پھول اسے واپس کر دیے۔ وہ سوالیہ اسے دیکھنے لگا۔ دونوں اب یونیورسٹی کی محراب کے پیچھے کھڑے تھے۔ سامنے آکسفورڈ روڈ رواں دواں تھی۔

"یہ واپس کیوں کیے؟" عالیان کو برا لگا۔

"پیلے پھول کسی کو نہیں دیتے۔۔۔ یہ ناپسندیدگی اور نفرت کی علامت ہوتے ہیں۔۔۔ ہم بہت اچھے دوست نہ سہی ایسے دشمن بھی نہیں ہیں کہ مجھے میری سالگرہ کے دن یہ پھول دیے جائیں لو۔۔۔"

"نفرت ناپسندیدگی کی علامت یہ پھول؟" وہ بھرپور سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں بالکل!" وہ بھی مکمل سنجیدگی سے جواب دے رہی تھی۔

"تم سے کس نے کہا یہ امرحہ؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا کہ کس نے کہا؟" یونیورسٹی کی تاریخی محراب کے نیچے ایک نئی کلاس لگی تھی۔

"تم سے یہ کس نے کہا کہ یہ نفرت اور ناپسندیدگی کی علامت ہیں؟"

"سب کو معلوم ہے یہ۔" اس نے ایسے کندھے اچکائے جیسے اسے یہ جتا رہی ہو کہ سچ مچ تمہیں اتنی سی بات نہیں معلوم۔۔۔ افسوس۔۔۔ ویسے تم بڑے ماسٹر مائنڈ بنتے ہو۔

"سب کون؟"

"اف یہ ساری دنیا۔۔۔ سب۔۔۔ اور کون۔"

ایک دم سے امرحہ کے تاثرات میں غصے اور کوفت کا گراف بڑھنے لگا۔ بھرپور دل سے قہقہہ لگایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

"تم اتنی سطحی ہو امرحہ۔۔۔ یا تم ان لوگوں کی باتوں پہ دھیان دیتی رہی ہو جو نفرت اور انتشار کے موجد ہیں جو ہمیشہ قدرت کے قوانین میں گھستے ہیں اور پورے دل سے ان قوانین میں ردوبدل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک پھول بھی خود نہیں بنا سکتے لیکن اسی پھول کو ناپسندیدہ 'قابل نفرت' ضرور بنا سکتے ہیں۔ یہ علامت آخر کیا چیز ہوتی ہے؟ یہ پھول ہے امرحہ! صرف پھول۔ اگر یہ اس سے زیادہ کچھ اور بھی ہے تو وہ یہ کہ یہ اپنے وجود میں کامل ہے۔ یہ خود کو خود ہی مکمل کرتا ہے۔ اس کا کھلتا ہوا رنگ دیکھو! کتنا کامل ہے۔ یہ اپنے رنگ میں نہ کہیں کم نہ کہیں زیادہ۔۔۔ ایک جیسا۔۔۔ اس کی پنکھڑیاں کتنی نرم اور ملائم ہیں کتنی جاذب نظر۔۔۔ کوئی ملاوٹ نہیں ان میں 'دنیا کی بہترین فیکٹریوں میں بننے والا ریشم بھی اس جتنا ملائم نہیں ہو گا جتنا یہ زمین کے وجود سے نکل کر ہوا ہے' دیکھو قدرت کی کاملیت۔۔۔ داد دو قدرت کو 'تعریف کرو قدرت کی۔۔۔ الٹا تم اسے ناپسندیدہ علامتیں دے رہی ہو' تم نے اس کی خوب صورتی پر غور نہیں کیا اور اسے ناپسندیدہ جان لیا۔ سر اٹھا کر آسمان کو دیکھو! اگر ساری دنیا اس آسمان کو کوئی فضول اور بکواس علامت قرار دے دے گی تو تم اسے بھی برا ماننے لگو گی۔۔۔ وسیع سمندر، نیلی جھیلیں، سبز و سفید پہاڑ کتنے کامل ہیں۔ اگر انہیں بھی علامتیں دے دی گئیں تو کیا نفرت کرنے لگو گی ان سے۔۔۔ اپنی تخلیق میں یہ پھول کسی سے کم نہیں۔۔۔ کائنات کی کسی بھی شے سے۔۔۔

یہ اپنے مقام پر بادشاہ ہے۔۔۔ اس کے سر پہ تاج ہے اس کی تخلیق کا۔۔۔ کہ تمہاری تخلیق جیسی ہوئی مقصود پائی تھی تم ویسے ہی ہو۔۔۔ یہ کسی بھی طرح ہیچ نہیں' اس میں کوئی کمی نہیں۔۔۔ کمی ہے تو ان دماغوں میں جن میں یہ فتور پیدا ہوتا ہے۔۔۔ کوئی پھول' کوئی رنگ' قدرت کی بنائی کوئی چیز قابل نفرت نہیں ہوتی۔۔۔ یہ خبطی لوگوں کی باتیں ہیں۔۔۔ تم وہ سبق کیوں پڑھ رہی ہو جو دنیا کے مخبوط الحواس لوگوں نے غائب دماغی میں لکھا ہے۔ قدرت کے خلاف جا کر لکھا ہے۔ قدرت کو ناخوش کرنے کے لیے لکھا ہے۔ قدرت کو ہیچ کرنے کے لیے لکھا ہے۔"

امرحہ حقیقتاً چپ ہو چکی تھی۔ اس کی ساری زندگی پیلے پھول کو نفرت کی علامت سمجھتے گزر جاتی۔ اگر اسے یہ سب نہ بتایا جا رہا ہوتا۔ آخر اس نے آج تک یہ بات خود کیوں نہ سوچی۔ دماغ تو اس کے پاس بھی تھا نا۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ پھولوں کے دو تاجروں کے کاروباری حسد کا نتیجہ ہے یہ سب۔۔۔ ایک تاجر کے پاس۔۔۔ پیلے پھول ہوں گے اور وہ کاروبار میں بہت ترقی کر رہا ہو گا۔ اس کے پیلے پھولوں کا باغ تیزی سے پھل پھول رہا ہو گا۔ دوسرے کے کسی دوسرے رنگ کے ہوں گے چلو سرخ نکالو۔۔۔ اب سرخ پھول کے مالک نے یہ سوچا ہو گا کہ پھول کو کسی ایسے جذبے کے ساتھ جوڑ دیا جائے کہ راتوں رات اس کی مانگ میں اضافہ ہو جائے اور اپنے کاروباری حلیف کے پھولوں کو کسی ایسے جذبے سے منسلک کر دیا جائے کہ لوگ اسے لینا ہی پسند نہ کریں۔۔۔ اور پھر اس نے یہ کیا اور وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔ دیکھو! تم نے کیسے میرے ہاتھ میں میرے پھول واپس کر دیے۔۔۔ وہی پھول جو مجسم شاہکار ہیں۔"

امرحہ نے اس کے ہاتھ سے پھول واپس لے لیے۔۔۔ اور تیزی سے بس کی طرف بھاگی جس میں بیٹھ کر اسے جانا تھا۔ عالیان اس سے چند قدم دور تھا۔

"یہ بات تمہیں کس نے بتائی ہے عالیان؟" بس کی کھڑکی سے سر نکال کر اس نے پھولوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"سمیرا نے۔" عالیان نے تیز آواز میں کہا۔ بس دور چلی گئی تھی لیکن وہ وہیں کھڑا بس کی گزرگاہ کو دیکھتا رہا۔

رات کے ڈنر کا اہتمام ٹھیک ٹھاک تھا۔ دادا کو آن لائن دیکھ کر اس نے سادھنا کا بنایا کیک کاٹ لیا تھا۔ لیڈی مہر نے اسے یونیورسٹی کی تصویر والا کراس بیگ دیا تھا۔ سادھنا نے باریک سی پازیب اور این اون نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

واقعے سے بنی ایک چھوٹی سی گڑیا جو اس کی ماں نے اس کے بیگ میں ایک درجن سے زیادہ رکھ دی تھیں کہ یونیورسٹی میں اسے جو جو اچھا لگے انہیں دیتی جائے۔ ایک اس نے لیڈی مہر کو دی۔

امرحہ نے اس گڑیا کو یونیورسٹی بیگ کی اوپری سطح پر لگا لیا۔ سب کو معلوم ہونا چاہیے تاکہ این اون اسے پسند کرتی ہے۔

اس نے اپنے گھر میں کبھی سالگرہ نہیں کی تھی۔ کیونکہ اسے اپنے دنیا میں آنے کی کوئی خوشی نہیں تھی۔ بلکہ اسے یہ سوچ کر ہی کوفت ہوتی تھی کہ وہ آج کے دن پیدا ہوئی تھی۔ ایک ایسی تاریخ جسے دادی سال میں کتنی ہی بار دہراتی تھیں کہ اس دن یہ ہوئی تو یہ یہ ہوا۔ ۔۔۔ اس نے سادھنا کو ایک بار ایسے ہی یہ سب بتایا تو وہ حیرت سے اس کا منہ دیکھنے لگی۔

"لیکن تم تو مسلمان ہو امرحہ! اور مسلمانوں میں تو یہ سب باتیں نہیں ہوتیں۔۔۔"

امرحہ اسے کیا بتاتی کہ اب مسلمانوں میں بھی کیا کیا ہونے لگا ہے۔

"ہمارے محلے میں ایک مسلمان خاندان آباد تھا۔ مجید بھائی تھے۔ اسکول میں پڑھاتے تھے اور اپنا ٹیوشن سینٹر بھی چلاتے تھے ان کی نئی نئی شادی ہوئی تو انہیں نوکری سے نکال دیا گیا۔ پھر اسی مہینے ان کے ٹیوشن سنٹر میں آگ لگ گئی اور پھر چند ہی دنوں بعد ان کے مکان کی چھت گر گئی۔۔۔ سب نے کہا۔ "بہو سبز قدم ہے" لیکن ان کی ماں اور وہ آگے سے ہنستے رہتے۔ کہتے جو ہوتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔۔۔ دو تین سال برابر ان کے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوتا رہا لیکن انہوں نے کبھی ایک بار بھی لوگوں کی باتوں پر کان نہیں دھرے کہ یہ سب ان کی شادی کے بعد ان کی بیوی کے قدموں سے ہوا ہے وہ سب سے یہی کہتے کہ ہمارے مذہب نے ہمیں ایسا کہنے اور سوچنے سے منع کیا ہے۔"

سادھنا آتش دان کے قریب بیٹھی آریان کے موزے بن رہی تھی اور بہت مدلل انداز سے اسے سب بتا رہی تھی۔ اس کے پاس سادھنا کے اس سوال کا جواب نہیں تھا کہ وہ مسلمان ہے اور مسلمان ایسا نہیں سوچتے اس کا جواب اس کی دادی اس کی ماں اور خاندان کے باقی لوگوں کے پاس تھا۔ وہی بتا سکتے تھے کہ قرآن و حدیث میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا پھر وہ کہاں سے سیکھ کر یہ سب کہتے اور کرتے ہیں اور یہ سب کرتے ہوئے کیا وہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دن ان کے کہے ایک ایک لفظ کا حساب کتاب بھی ہوگا۔۔۔ جو کہا ہوگا اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔۔۔ وہ کون سا جواب گھڑ کر دیں گے۔۔۔ یہی کہ وہ کم عقل اور انجان تھے اور ان کے جواب کو درست نہیں مانا جائے گا کیونکہ جو کلام پاک پڑھتا ہے وہ نہ کم عقل ہوتا ہے نہ ہی انجان رہتا ہے۔ اگر وہ ٹھیک ٹھیک پڑھتا ہے تو۔

☼ ☼ ☼

"کیا مسئلہ ہے آپ کا؟" نفسیاتی ڈاکٹر۔

"میں فریشر فلو کا شکار ہوں۔" نیا اسٹوڈنٹ۔

"اوہ۔۔۔ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں۔۔۔ پرسکون رہیں۔۔۔ وقت اس فلو کو نارمل کر دے گا۔"

وقت نے اس فلو کو نارمل کر دیا تھا اور کم و بیش سب نئے آنے والوں میں سے اس کے اثرات زائل ہو چکے تھے۔ ویلکم ویک کے بعد انہیں گاہے بگاہے یہ اصطلاح اپنے سینئرز اور پروفیسرز سے سننے کو ملی۔ کبھی طنزاً" اور زیادہ تر مذاقاً"۔ یونیورسٹی میں نئے آنے والے اسٹوڈنٹس کو مانچسٹر یونی اور شہر کا جو بخار چڑھتا ہے اسے فریشر فلو کہا جاتا ہے۔ اس فلو کے حامل فریشرز بہت بولتے ہیں۔ ایک دم سے سب جان لینا چاہتے ہیں۔ رات رات بھر جاگتے ہیں۔ بہت کھاتے ہیں۔ بلاوجہ ہی یونی اور شہر میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ مانچسٹر نائٹ لائف سے ایسے لطف اندوز ہوتے ہیں، جیسے پڑھنے نہیں سیاحت کرنے گھر سے نکلے ہیں۔

شروع شروع میں جب وہ مانچسٹر یونی کا ایک چکر لگا کر لی اور بلاوجہ ہی مختلف ڈپارٹمنٹس میں گھومتی پھرتی تو وائم وغیرہ کا گروپ اسے بہت سنجیدگی سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

کرتا۔

"تھوڑا وقت لگے گا لیکن ٹھیک ہو جاؤ گی۔ یونی بھاگی نہیں جا رہی۔ دو سال ہیں تمہارے پاس آرام سے ایک ایک پروفیسر' اسٹوڈنٹ' ڈپارٹمنٹ' گارڈن' لائبریری' میوزیم گھوم پھر کر دیکھ لینا۔ اپنے اس فلو کو تھوڑا کم کرنے کی کوشش کرو۔"

اتنی سنجیدگی سے کی گئی اس نصیحت کے باوجود وہ ہفتے میں دوبار تو ضرور ہی یونی میوزیم جاتی۔ فارغ وقت ملتا تو دوسرے ڈپارٹمنٹس اور بلاغ دیکھتی رہتی۔ لیکن اب چونکہ اس فلو کے اثرات زائل ہو چکے تھے اب تو اپنے ڈپارٹمنٹ تک ہی چلی جاتی تھی تو بڑی بات لگتی تھی۔

جب جب اسے اسائنمنٹ ملتی' اس کی جان پر بن جاتی۔ اسے لگتا اس سے اسائنمنٹ نہیں ہو گی اور اسے یونی سے نکال دیا جائے گا' فی الحال ابھی تک نکالا تو نہیں گیا تھا لیکن وہ اس نکالنے کے بارے میں سوچتی ضرور رہتی تھی۔ ایسے وقت میں پڑھائی ایک اژدھا بن جاتی جو ہڑپ کر جانے کے لیے تیار نظر آتی۔

پہلا سمسٹر اپنے اختتام کے قریب تھا۔ ہر ایک کے ہاتھ میں کتب اور ونیلا کوک نظر آتی۔ لائبریری کی طرف آمد و رفت ایسے تھی جیسے وہاں سے بنے بنائے اسائنمنٹ مل رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی شکل دیکھتے ہی پہلا سوال کیا جاتا۔

"اسائنمنٹ مکمل ہو گئی؟"

زیادہ تر کے منہ میں سہلاتے نظر آتے۔

دوسرا سوال "کتنے فیصد ہو گئی؟"

امرحہ کی کل ملا کر چھ اسائنمنٹس تھیں۔ چار پر وہ کام مکمل کر چکی تھی' پانچویں پر کام مکمل ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ جو جون ملٹن کی لوسٹ پیراڈائز کے کردار' مائیکل' رافیل اور شیطان کے تجزیے پر مشتمل تھا' جون ملٹن کے کرداروں کو پڑھ لینا کسی معرکے سے کم نہیں تھا۔ کہاں ان کے تجزیے لکھنا۔۔۔ جسے اچھی طرح اس Epic Poem کی ہی سمجھ نہیں آئی تھی' وہ اچھی طرح اس پر کام کیسے کر سکتی تھی۔ یعنی اچھی طرح کام کرنے کے لیے اسے معمول سے زیادہ محنت کرنے کی ضرورت تھی۔

اسائنمنٹ مکمل کرنے اور جمع کروانے کے اس دورانیے میں یونی کے ہر اسٹوڈنٹ کو دیکھ کر ایسا لگتا کہ اس بے چارے کا کچھ کھو گیا ہے اور وہ پوری جان لگا کر اسے تلاش کر رہا ہے یا ایک ونڈی پتھران کے سوال پر لٹک رہا کسی بھی وقت گر سکتا ہے۔ ان دنوں اگر کوئی فضول چپیں ہانکتا کہیں نظر آ جاتا تو اس پر جی بھر کر رشک آ جاتا کیونکہ وہ قابل لائق فائق اسٹوڈنس اپنی اسائنمنٹ مکمل کر چکا ہوتا۔ اسے دیکھ کر یہ عہد کیا جاتا کہ اگلے سمسٹر تک ہم بھی خود کو اتنے ہی لائق فائق بنالیں گے کہ دوسرے ہمیں دیکھ کر رشک کیا کریں گے۔۔۔ اور یہ عہد پھر اگلے سمسٹر بھی کیے جاتے۔

امرحہ کو ہر حال میں اپنی کارکردگی بہتر کرنی تھی' اسے انگلش لٹریچر اور لسانیات میں ماسٹرز کرنا مشکل لگ رہا تھا بلکہ بہت مشکل' لیکن وہ اپنے باقی کلاس فیلوز کو دیکھتی تو سوچتی کہ یہ بھی تو تن دہی سے پڑھ ہی رہے ہیں نا۔۔۔ تو اسے بھی پڑھنا تھا۔ کیسے بھی کر کے پچھتر فیصد تو اسے ہر حال میں پہلے سمسٹر میں لینے ہی تھے۔ یونی میں اس کی پہلی کلاس تھی سر رابرٹ نے کلاس میں آ کر اپنا تعارف کروایا اور ان سب کے سامنے ہاتھ سے بنے کارڈز رکھ دیے۔

کارڈز پرپل رنگ کے تھے' جس پر پیلے رنگ سے UOM' فرسٹ سمسٹر' فرسٹ ڈے' فرسٹ کلاس لکھا تھا اور کونے میں سر رابرٹ کے دستخط تھے۔

"اس پر آپ سب اپنا نام' اپنا تعارف لکھیں اور یہ بھی لکھیں کہ آپ سو فیصد میں سے کتنے فیصد کو چیلنج کرتے ہیں۔ اسی چیلنج پر اپنا موٹو بھی لکھیں اور کارڈز مجھے واپس کر دیں۔"

سب نے کارڈز لکھے اور پھر باری باری سر رابرٹ نے کارڈز پڑھنے شروع کیے۔۔۔ جس کا کارڈ پڑھتے' وہ کھڑا ہو جاتا اور ہاتھ ہلا کر سب کو ہائے کہتا۔

"یہ عالیان کس نے لکھی ہے۔"

امرحہ نے گردن گھما کر ایک نظر کلاس پر ڈالی۔

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

وہاں اسے تو کوئی اسٹوڈنٹ عرب سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کھڑی ہو گئی۔

"یہ اردو ہو گی سر!" امرحہ نے کارڈ کی اشارہ کیا۔ سر رابرٹ نے کارڈ کا رخ اس کی طرف کیا کہ وہ پہچان لے۔

"جی یہ میرا ہی کارڈ ہے۔"

"لیکن مجھے اردو پڑھنی نہیں آتی۔" سر رابرٹ نے مسکرا کر نرمی سے کہا۔

"آپ نے ہی تو کہا ہے سر! یہ ہمارا پہلا تعارف ہے اور میری مادری زبان میرا پہلا تعارف ہے" اردو۔" مجھے اردو کا استعمال ہی کرنا چاہیے تھا نا سر۔۔۔؟"

سر رابرٹ متاثر نظر آنے لگے۔

"یہ کارڈ یہاں آ کر پڑھ کر سنا دیں۔۔۔ میں معذرت چاہتا ہوں میں فرنچ اور اٹالین جانتا ہوں۔ اردو نہیں!"

وہ سر رابرٹ سے تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ اپنے قومی لباس شلوار قمیص میں ملبوس تھی۔ دو اور پاکستانی لڑکیوں کے کارڈز سر رابرٹ پڑھ چکے تھے اور انہوں نے انگلش میں ہی کارڈز لکھے تھے۔ ویرا نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ اپنی نئی کلاسز میں وہ اپنا تعارف پہلے اردو میں کروائے گی پھر ترجمہ کر کے انہیں انگلش میں اپنے کہے کا مطلب بتائے گی۔ ویرا نے اسے بار بار یہی کہا تھا کہ زندگی میں سب کرنا۔۔۔ لیکن اپنی زبان کو دوسرے نمبر پر لانے کی گستاخی نہ کرنا۔۔۔

وہ کارڈ پڑھنے لگی۔

"میں امرحہ ہوں۔۔۔ میرا ملک پاکستان ہے، جس کے تاریخی شہر لاہور کی میں رہائشی ہوں۔ مجھے مانچسٹر یونی کی پاکستان اسٹوڈنٹ سوسائٹی نے اسکالرشپ دے کر یہاں تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا ہے۔ مانچسٹر یونی میری پہلی غیر ملکی درسگاہ ہے میں نے یہاں آ کر پڑھنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ میری پہلی کلاس ویلکم ویک تھی، جہاں مجھے سکھایا گیا کہ مجھے اپنے کام خود کرنے ہیں۔" پڑھ کر وہ مسکرانے لگی۔

"ویل! آپ نے خود کو کتنے فیصد کا چیلنج دیا ہے؟"

"سینٹی فائیو کا سر۔۔۔"

جتنے بھی کارڈز میں نے اب تک پڑھے ہیں۔ انہوں نے خود کو سو فیصد کا دیا ہے" آپ نے خود کو سینٹی فائیو کا کیوں دیا ہے؟"

"یہ سب بہت ذہین ہوں گے۔۔۔ مجھے ذہین ہونے میں تھوڑا وقت لگے گا۔" اس نے بڑی معصومیت سے کہا اور ساری کلاس دل کھول کر اس کی معصومیت پر ہنسی۔

"آپ ذہین ہونے میں وقت کیوں لے رہی ہیں؟" سر رابرٹ نے اپنی ہنسی کو چھپاتے اس سے پوچھا۔

"میری بے وقوفی جانے میں وقت لے رہی ہے سر!"

اس بار کلاس کے قہقہے فلک شگاف تھے۔

"مجھے لگتا ہے آپ مجھے بہت تنگ کرنے والی ہیں۔ مجھے ہر سیشن میں ہی کوئی نہ کوئی ایسا ضرور ملتا ہے۔"

"کیسا سر؟"

"جس کی بے وقوفی جانے میں وقت لیتی ہے۔" ہنسی کے فواروں کا ایک اور بم پھوٹا۔۔۔ وہ اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"آپ نے اپنا موٹو نہیں بتایا۔"

وہ اپنی سیٹ پر کھڑی ہو گئی۔ اس کا اعتماد بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ "پاکستان کے بانی کہتے ہیں کام۔۔۔ کام۔۔۔ کام۔۔۔ میرا بھی یہی موٹو ہے سر۔۔۔" نظر نہ لگے کیا انداز تھا امرحہ کا۔

"آپ کسی اور کا موٹو اپنا رہی ہیں۔ آپ کو اپنی سوچ کو اجاگر کرنا چاہیے یہی آپ کو یہاں سکھایا جائے گا۔"

"سر! میں نے خود سے زیادہ عقل مند شخص کا موٹو اپنا لیا ہے۔ اس پر عمل کر کے میں وہ سب سیکھ جاؤں گی جو مجھے یہاں سکھایا جائے گا۔"

"آپ کا پہلا تعارف مجھے اچھا لگا امرحہ۔۔۔"

سر رابرٹ کے اس جملے کو سن کر اسے ایسا لگا جیسے اس نے کوئی بڑی مہم سر کر لی ہو۔ ٹھیک ہے اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

ڈرنے کی گھبرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنی سوچ کو قابو میں کر سکتی تھی۔ سر رابرٹ نے اس کی تعریف کی۔ اسے بہت اچھا لگا کہ اسے سراہا گیا ہے۔ لیکن نہیں گیا۔ اگر کبھی وہ روانی میں اردو بول جاتی تو سر رابرٹ بہت معذرت خواہانہ عرض کرتے۔

"امرحہ! کیا آپ اپنی بات کو انگلش میں دہرا دیں گی؟"

امرحہ سر رابرٹ کی اسی خوبی کی بہت قدر کرتی تھی کہ اگر وہ اپنی زبان کی عزت کرتے ہیں تو اس کی زبان کی بھی کرتے ہیں۔ دنیا میں وہ قومیں بے مثال ترقی حاصل کرتی ہیں جو اپنی قومی زبان کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتیں، پھر وہ عرش ہو یا فرش ہر جگہ ان کے نام کے جھنڈے گڑے ہوتے ہیں۔

سر رابرٹ نے وہ سب کارڈز سنبھال کر اپنے پاس محفوظ کر لیے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ اپنے ہر نئے اسٹوڈنٹ کو ایسے کارڈز کی شکل میں اپنے پاس سنبھال کر رکھ لیتے ہیں اور جب وہ بوڑھے ہو کر ریٹائرڈ ہو جائیں گے تو وہ ان کارڈز کو نکال نکال کر اپنے ہر اسٹوڈنٹ کو یاد کیا کریں گے۔

اتنی سی بات سن کر امرحہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اس نے بیٹھے بیٹھے سر رابرٹ کو جو بمشکل پینتیس سال کے لگتے تھے بوڑھا ہوتے اور یونی سے ریٹائرڈ ہوتے دیکھ لیا اور اپنی ڈگری کو ہاتھ میں لیے خود کو یونی سے رخصت ہوتے بھی۔

"اف۔ کتنے جذباتی لوگ ہیں نا ہم۔ ہاں لیکن کچھ بھی ہے بہت اچھے لوگ ہیں ہم۔ سرد اور ٹھوس نہیں ہیں، نرم اور پرجوش ہیں۔"

پہلی کلاس کے پہلے وعدے کو امرحہ کو ہر صورت پورا کرنا تھا، خود کو پختہ قصد کا چیلنج دے چکی تھی کہ اسے ہر حال میں اس چیلنج میں کامیاب ہونا تھا۔ پڑھائی اور پھر جاب۔ اسے لگتا تھا وہ ایک روبوٹ بن چکی ہے۔ ہر وقت اس کے دماغ میں مارکو اور جانسن گھومتے رہتے۔

کتابوں کے بڑے بڑے پیراگراف اس کے خوابوں میں آتے اور وہ اٹھ کر بیٹھ جاتی لیپ ٹاپ پر اپنی اسائنمنٹ چیک کرتی۔ کیا اس نے خواب میں آئے پیراگراف کو اسائنمنٹ میں شامل کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو ٹھیک کیا ہے نا۔ اگر نہیں کیا تو کیا کرے کیا نہ۔

وہ اپنے بیڈ پر کام کرتے کرتے سو جاتی۔ آنکھ کھلتی تو کچن میں جا کر کافی بناتی تاکہ نیند نہ آئے اور پھر سے آ کر کام کرنے لگتی۔

جس رات اس نے سارا کام بمشکل مکمل کیا اس سے اگلا دن اسائنمنٹ جمع کروانے کا آخری دن تھا۔ ویرا اپنی اسائنمنٹ پہلے ہی جمع کروا چکی تھی اس لیے آج بڑی سو رہی تھی۔ اسے دیر سے یونی جانا تھا۔

نیند سے بوجھل اپنی آنکھوں کو مسلتے وہ بس سے یونی کے لیے نکلی۔ بس میں بیٹھی اونگھنے لگی اور ایک اسٹاپ آگے چلی گئی۔ وہاں اتر کر پیچھے بھاگتے وہ یونی آئی۔ بھاگتے ہوئے یونی پارکی اور فائل جمع کروانے کے لیے ڈپارٹمنٹ کی طرف بڑھی۔ ہر ایک کو جلدی تھی کہ اس کی اسائنمنٹ جمع ہو جائے۔ ایک دم سے وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔ اس کی فائل کہاں تھی جو وہ گھر سے لے کر نکلی تھی۔ وہ اتنی افراتفری میں تھی کہ اس نے اپنے بال بھی ٹھیک سے برش نہیں کیے تھے لیکن اسے یاد تھا کہ وہ سوفٹ فائل کو گھر سے لے کر نکلی تھی۔

پوری یونی اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی۔ وہ کئی راتوں سے نہیں سوئی تھی۔ آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے بن چکے تھے۔ سر میں ہلکا ہلکا درد رہنے لگا تھا اور آنکھوں کی پتلیاں کسی ایک چیز کو ذرا سی دیر دیکھتے رہنے کے بعد جھکنے لگتی تھیں۔ اس کا دماغ ماؤف سا ہو گیا۔ وہ جہاں کھڑی تھی وہاں سے اس نے دور دور تک نظریں دوڑائیں۔ فائل کہیں نہیں تھی۔ آنکھوں کو مسلتے سر کو تھامتے وہ ایک جگہ بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ فائل کے ساتھ کیا ہوا۔ وہ کہاں گئی۔ سادھنا کو فون کیا۔ اس نے اس کا کمرا۔ پورا گھر دیکھ لیا لیکن فائل نہیں ملی۔ حتیٰ کہ وہ گھر سے بس اسٹاپ کے راستے تک بھی دیکھ آئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

ٹپ ٹپ آنسو اس کی آنکھوں سے گرنے لگے۔ اسے لگنے لگا کہ اس کی تعلیم پر اس کی اپنی نحوست کا سایہ پڑا ہے۔۔۔ وہ بیٹھے بیٹھے دقیانوسی سی ہو گئی۔۔۔ آنکھوں کے آگے اس نے ہاتھ رکھ لیا کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔۔۔ بہت دنوں بعد اس کا دھاڑیں مارنے کو جی چاہ رہا تھا۔ اگر وہ ساتھ ساتھ جاب نہ کر رہی ہوتی تو اب تک اسائنمنٹ مکمل کر کے دے چکی ہوتی۔ زندگی اتنی مشکل ہو گئی تھی کہ اسے ٹھیک سے کھانا کھانے کا بھی وقت نہیں ملتا تھا۔ اسے ایسی زندگی کی عادت نہیں تھی۔ اس لیے بھی وہ توازن نہیں رکھ پا رہی تھی اور دوسرے اس میں ایک بری عادت تھی کہ وہ کام کو اگلے دن پر ٹالتی رہتی تھی۔ وہ چند گھنٹے اسائنمنٹ پر کام کرتی اور یہ سوچ کر کہ ڈیڈ لائن کے ختم ہونے میں ابھی دن ہیں اگلے دن پر کام چھوڑ دیتی۔۔۔ یہ کرتے کرتے وہ ڈیڈ لائن کے آخری گھنٹوں تک آ گئی۔

وہ اپنی سستی کو لے کر رونے لگی کہ اگر وہ بھی باقی سب کی طرح دن رات ایک کر کے کسی بھی طرح کم سے کم دو دن پہلے اپنی اسائنمنٹ جمع کروا دیتی تو افراتفری میں یہ سب نہ ہوتا۔ اٹھ کر اس نے اس راستے کو بھی دیکھ لیا تھا جس پر سے چل کر وہ آئی تھی۔ اپنے آنسوؤں کو صاف کر کے وہ عالیان کے ڈپارٹمنٹ گئی۔

"کیا ہوا امرحہ؟" اس کی شکل دیکھتے ہی وہ حیران سا ہو گیا۔

"میری اسائنمنٹ نہیں مل رہی شاید میں بس میں بھول آئی ہوں۔"

"تو تم رو رہی ہو؟"

اس کے پھر سے آنسو نکل آئے "میں فیل ہو جاؤں گی نا۔۔۔ میں فیل ہونا نہیں چاہتی عالیان۔"

وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ "کس نے کہا تم فیل ہو جاؤ گی۔"

وہ آنسوؤں کے ریلے کو اپنی آنکھوں کے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ اسے کیا بتاتی کہ یونیورسٹی کے پہلے دن ویلکم ویک پر دائم نے اس کو کن الفاظ میں ویلکم کیا تھا۔ دائم کا لیکچر سن کر اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مثالی کامیابی حاصل کرے گی لیکن وہ کیا کر رہی تھی۔ اس نے مثالی محنت نہیں کی تھی۔ اس نے کاہلی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا۔ اس کی بری عادتیں اب تک اس کے ساتھ تھیں۔

"تم چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایسے روتی کیوں ہو؟"

"یہ چھوٹی بات ہے؟" اس نے روتی روتی گلابی آنکھوں کو رگڑا۔

"یونیورسٹی میں کہیں بھول گئی ہو اپنی فائل؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا اس کی آواز رندھ رہی تھی۔ اس لیے وہ کم سے کم بولنا چاہتی تھی۔ عالیان اسے ڈپارٹمنٹ سے باہر لے گیا اور سبزے پر لے کر بیٹھ گیا۔

"تمہاری فائل مل جائے گی امرحہ! پر مجھے تمہارے رونے پر دکھ ہو رہا ہے۔ تم اتنی کم ہمت ہو؟"

"ہاں میں بہت کم ہمت ہوں۔ میرے تم لوگوں جیسے مضبوط اعصاب نہیں ہیں۔"

"اور تمہیں فخر بھی ہے کہ تم ایسی ہو۔۔۔ میں یونیورسٹی آفس جا رہا ہوں تم یہیں بیٹھو۔ اگر کسی اسٹوڈنٹ کو وہ فائل ملی ہو گی تو اس نے آفس میں جمع کروا دی ہو گی۔"

"کوئی اسٹوڈنٹ میرے ساتھ ایسی نیکی کیوں کرے گا بھلا؟"

"کیونکہ وہ فائل اس کے کسی کام کی نہیں ہو گی اور اس کی تم سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہو گی۔" کہہ کر عالیان چلا گیا۔

اسے یقین تھا کہ فائل بس میں رہ گئی ہے اور بھلا ٹرانسپورٹ میں رہ جانے والی چیزیں بھی کبھی کسی کو ملی ہیں۔ اس نے دھواں دھار آواز کے بغیر دل لگا کر رونا شروع کر دیا۔

عالیان واپس آ چکا تھا اور اس کے سر پر کھڑا خاموشی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں ٹرانسپورٹ آفس جا رہا ہوں۔۔۔ مجھے یقین ہے وہاں سے ضرور تمہاری فائل مل جائے گی۔"

امرحہ نے عالیان کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو پاگل ہو نا تم۔۔۔

"اگر تم بس میں ہی بھولی ہو ضرور مل جائے گی۔ میرا یقین کرو۔"

"وہ کیوں میری فائل سنبھال کر رکھیں گے؟"

"یہ یونیورسٹی بس ہے امرحہ! اور یہ مانچسٹر جیسی یونیورسٹی رکھتا ہے۔ اکثر اسٹوڈنٹس تمہاری طرح اپنی بہت سی چیزیں سب ویز' ٹرام اور بسوں میں بھول جاتے ہیں۔۔۔ کیفے' ریسٹورنٹ اور سینما میں بھی۔ ان کی چیزیں ان تک پہنچ جاتی ہیں اکثر۔۔۔"

"میں نہیں مانتی کہ ایسا ہوتا ہوگا۔"

"ہاں! ایسا تب نہیں ہوتا جب ہم ان چیزوں کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کرتے۔۔۔ گم ہو جانے والی چیزیں ہمیشہ گم ہی رہتی ہیں' جب تک انہیں ڈھونڈنے کی کوشش نہ کی جائے۔۔۔ برا مت ماننا یہ تمہارا کنٹری نہیں ہے جہاں تم کچھ بس میں بھول جاؤ تو وہ تمہیں واپس نہ ملے۔"

"تمہیں اتنے تنفر سے میرے ملک کا ذکر نہیں کرنا چاہیے۔" امرحہ نے فائل کے گم ہو جانے کا غصہ اس پر اتارا۔

"میں نے تنفر سے ذکر نہیں کیا۔ میں حقیقت بتا رہا ہوں۔"

"مجھے نہیں جاننی کوئی حقیقت؟"

"جو لوگ تلخ حقیقتیں جاننے کی کوشش نہیں کرتے وہ انہیں بدلنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے۔"

"ٹھیک ہے۔ ساری اہلیت تم لوگوں کے پاس ہی ہے۔ ہم سب ناکارہ ہی ہیں۔۔۔ رہنے دو ہمیں ناکارہ ہی۔"

"میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی کہ تم ایسے ناراض ہو۔"

"تم ایسی باتیں بھی نہیں کر رہے کہ میں خوش ہوں۔" وہ اٹھ کر چلی گئی۔

وہ دائم کے پاس جا رہی تھی۔

"میں کوئی گھنٹے میں آتا ہوں امرحہ!" عالیان نے پیچھے سے آواز دی۔

وہ دائم کے پاس آ گئی۔ اس نے اسے ٹرانسپورٹ کے آفس جانے کے لیے کہا۔ ظاہر ہے۔ دائم تو جانے سے رہا۔ اسے ہی جانا تھا نا' اس میں تو اتنی ہمت نہیں تھی کہ یونیورسٹی کے مین گیٹ تک چلی جاتی۔۔۔

"اگر ٹرانسپورٹ کے آفس سے بھی نہ ملی؟" وہ اس خیال کو سوچ سوچ کر دہل رہی تھی لیکن اپنی جگہ سے ہل نہیں رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ مین گیٹ سے بس اسٹاپ کی طرف جا رہی تھی تو اسے عالیان کی آواز سنائی دی۔ وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ تیزی سے سائیکل چلاتا اس کے پاس آ رہا تھا۔ بری طرح سے ہانپ رہا تھا۔

"یہ لو مل گئی۔" اس نے فائل اس کے آگے کی۔ فائل کو ہاتھ میں لے کر بھی امرحہ کو جیسے یقین نہیں آیا۔

"کہاں سے ملی؟"

"ٹرانسپورٹ کے آفس سے۔۔۔ اگلی بار فائل پر اپنا نام' فون نمبر' اور ایڈریس ضرور لکھنا۔۔۔ اگر تم نے پہلے سے ہی لکھا ہوتا تو تمہیں اب تک یہ مل چکی ہوتی۔" تیز سائیکل چلانے کی وجہ سے اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

امرحہ اسے دیکھنے لگی۔ دائم کی طرح اس نے اسے نہیں کہا تھا کہ وہ جائے اور اپنا کام خود کرے۔۔۔ وہ گیا اور اس نے اس کا کام کر دیا۔

اس کا شکریہ ادا کر کے وہ فائل جمع کروانے چلی گئی۔

اس نے محسوس کیا کہ اس کا انداز ٹھیک نہیں تھا عالیان سے بات کرنے کا۔

جب ہم ہارے ہوئے' دکھی یا مایوس ہوتے ہیں تو ہم اتنے بد مزاج کیوں ہو جاتے ہیں۔۔۔ ہمارا سارا اخلاق کہاں رخصت ہو جاتا ہے۔۔۔ ہم روتے ہیں تو ہم باقی سب ہنستے ہوؤں کو رلانا کیوں چاہتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

اسائنمنٹس جمع کروانے کے بعد امرحہ عالیان کو ڈھونڈتی رہی لیکن وہ اسے نہیں ملا۔ وہ جاچکا تھا۔ اس کا کام ہو گیا تو اسے اپنے رویے پر افسوس ہوا۔ اس کی فائل نہ ملتی تو وہ ایسے ہی بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتی رہتی؟

"یہ کمزور اعصاب کے مالک ہونے کی نشانی ہے۔ اور بلاشبہ یہ کوئی اچھی نشانی نہیں ہے۔"

☼ ☼ ☼

"عالیان سے ملاقات ہوتی ہے تمہاری؟" لیڈی مہر پوچھ رہی تھیں۔ وہ سب آتش دان کے پاس بیٹھے تھے۔ ویرا اسے اپنے ساتھ دی پرنٹ ورک لے کر جارہی تھی۔ وہ تیار ہو کر بیٹھی تھی۔ ویرا تو تیار ہو رہی تھی۔

"جی ہوتی ہے۔"

"دوست ہے تمہارا۔ سب سے اچھا دوست نا۔ میرا بیٹا اچھا دوست بنتا ہے۔"

"نا۔ نہیں۔"

"وہ تو کہہ رہا تھا تم اس کی دوست ہو۔ سب سے اچھی دوست۔"

امرحہ سوچنے لگی کہ کیا وہ اس کا سب سے اچھا دوست ہے۔

"تمہارے بابا کیسے ہیں' ان کی شاپ سیٹ ہو گئی؟"

"جی۔ وہ جلد ہی آپ کا قرض واپس۔"

"بد ہو۔ قرض کی بات کون کر رہا ہے۔ تمہیں لگتا ہے میں نے اس لیے تمہارے بابا کا تم سے پوچھا ہے۔ مجھے لگتا ہے' تمہیں خاموش ہو جانا چاہیے۔"

امرحہ شرمندہ سی ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔ چینل تبدیل کر کے انہوں نے چارلی چپلن کی مووی لگائی اور ایسے دیکھنے لگیں جیسے اسکول سے چھٹی نہ کروائے جانے پر بچے خفا ہو کر والدین کو دیکھتے ہیں۔

"اگر آپ ایسے ہی خفا رہیں تو میں ویرا کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

انہوں نے بھولے منہ سے اسے ناراضی سے دیکھا۔ "کبھی کبھی تم حد سے زیادہ بے وقوفی کر جاتی ہو۔"

"میں حد سے زیادہ بے وقوف ہوں۔"

"یہ کوئی قابل فخر بات نہیں ہے۔" ماں اور بیٹا دونوں ایک ہی بات کرتے تھے۔

"جانتی ہوں۔"

"میں آگئی۔" ویرا نے نشست گاہ میں آکر چلا کر کہا۔ دراصل خود کو دکھا کر کہا۔ اس نے ہلکے گلابی رنگ کی فراک پہنی تھی۔ اپنے لمبے بالوں کو ٹیل کی صورت باندھا تھا۔ ہلکا میک اپ کیا تھا اور خود کو اور پیارا بنا لیا تھا۔

"اسے کسی کلب نہ لے جانا۔" لیڈی مہر نے تاکید کی۔

"معلوم ہے مجھے' ویسے بھی یہ کلب میٹریل نہیں ہے۔"

"وہ تو تم بھی نہیں ہو۔"

"سب ہی جانتے ہیں۔ ایک یہ امرحہ ہی نہیں جانتی۔" ویرا کسی قدر چڑ گئی۔

"جانے گی بھی نہیں۔ اس کے باپ' دادا کی روایات نہیں ہیں یہ۔"

"تو برائی کیا ہے اس میں۔؟"

"مجھے اس بحث میں نہیں پڑنا ویرا۔ تم جاؤ' فلم دیکھو اور گھر واپس آؤ۔"

اب ویرا کا یہ پہلے سے ارادہ تھا یا وہ صرف شرارت کر رہی تھی۔ وہ اسے کلب لے گئی۔ اس نے سٹی سینٹر میں واقع دی پرنٹ ورک کو کئی بار باہر سے دیکھا تھا' لیکن کبھی اندر نہیں گئی تھی۔ یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کی پسندیدہ جگہوں میں سے ایک جگہ تھی۔ یہاں مختلف کیفے' بار' کلب' ریسٹورنٹ' جم اور اپنی طرز میں یکتا ایک سینما موجود تھا۔ ویرا اسی سینما میں اسے فلم دکھانے لا رہی تھی۔ دی پرنٹ ورک ایک چھوٹا سا فینٹیسٹک شہر لگتا' رنگا رنگ' چہل پہل اور مختلف ملکوں کے افراد کی بھیڑ سے سجا سنورا۔ "ہم سے ہے زمانہ" کا نعرہ لگاتا ہوا۔

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

اندر جاتے تو لگتا باہر کوئی اور دنیا ہے ہی نہیں۔ باہر آتے تو لگتا دنیا تو ساری اندر تھی۔ پہلے ویرا اسے لے کر گھومتی رہی۔

"یہ جو دو گورے سامنے کھڑے ہیں انہیں دیکھ کر بتاؤ کس قومیت کے ہیں؟" ویرا نے دو گورے چٹے لڑکوں کی طرف اشارہ کرتے اس سے پوچھا یونی میں بھی اکثر پوچھتی رہتی تھی۔

"دونوں انگریز ہیں۔" اس بار اسے یقین تھا اس کا جواب ٹھیک ہوگا۔

ویرا نے قہقہہ لگایا۔ "دونوں انگریز کیسے ہوئے؟"

"کیونکہ دونوں گورے ہیں اور..." وہ ایک اور وجہ ڈھونڈ رہی تھی کہ ویرا کا ایک اور بلند بانگ قہقہہ جھنگ کرتی گزرگاہ کی شان بنا۔

"ایک امریکی ہے اور دوسرا آئرش... تم پھر سے غلط ہو۔"

"تمہیں کیسے پتا؟"

"پتا چل جاتا ہے... تمہیں اتنا تو معلوم ہے نا آئرش کسے کہتے ہیں؟"

امرحہ نے ہاں میں سر ہلا دیا' جبکہ وہ نہیں جانتی تھی۔ وہ اسے کیا بتاتی کہ اس کے یہاں سب گورے رنگ والوں کو انگریز ہی جانا اور کہا جاتا ہے۔ اب جبکہ سے وہ کینیڈا کا ہو یا فرانس کا، مانچسٹر میں رہ کر اسے یہ اندازہ تو ہو چکا تھا کہ وہاں قومیت کا حوصلہ دے کر کافی بات کی جاتی ہے۔ بلکہ بات ہی قومیت سے شروع کی جاتی ہے۔

"فلاں امریکی کا کافی کیفے۔"

"فلاں عربی کی فلافل شاپ۔"

"فلاں جرمن سر کا لیکچر۔"

اسے کوفت ہوتی تھی' جب اس شخص کا نام بعد میں لیا جاتا اور قومیت پہلے... ویرا اپنے کلاس فیلوز کا ذکر کرتی تو ان کی قومیت سے شروع کرتی اور جب اسے ویرا کو کوئی بات جتانی ہوتی تو وہ کہتی۔

"فلاں جس کے بال لمبے ہیں... پتلا سا لمبا سا... وہ جس کی گہری سبز آنکھیں ہیں... مشکل سا نام ہے

تمہارے ہی ڈیپارٹمنٹ کا ہے' بالوں کی پونی بناتا ہے۔"

تو ان سارے معاملات میں ویرا اس کی ایک اچھی استاد تھی اور وہ خود بھی ویرا سے متاثر سی رہتی تھی۔

چلتے چلتے ویرا ایک شیشے کے سامنے رکھے ایک بڑے سے کارٹون کے پاس کھڑی ہو گئی' جو زبان باہر نکال کر آنے جانے والوں کو چڑا رہا تھا۔ اس جن جیسی ہی ویرا بھی زبان نکال کر اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

"کلک کی امرحہ۔" (میری تصویر بناؤ۔)

امرحہ نے بے طرح ہنستے اس کی تصویریں بنا دیں۔ پھر ویرا نے ٹھیک ویسے ہی امرحہ کو کھڑے ہونے کے لیے کہا۔

امرحہ نے خود کو ویرا سے بہت بچانا چاہا' لیکن اس نے اسے اس جن کے ساتھ کھڑا کر دیا تو زبان باہر نکالنے کو کہا۔ یہاں انہیں یہ سب کرتے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ لیکن امرحہ کو لگتا تھا سب اسے ہی دیکھ رہے ہیں۔ سب اپنے آپ میں مگن تھے' دیکھنے کا رواج وہاں نہیں تھا۔ زیادہ سے زیادہ ایک سرسری نظر ڈال لیتے۔

اسی جن کے پاس کھڑے ہو کر ویرا نے دو انگلیوں کو زبان کے نیچے دے کر سیٹی بجائی' سر سے اوپر ہاتھ لے جا کر تالی بجائی اور بائیں ہاتھ کو ہونٹوں کے کنارے رکھ کر اوں... اوں... "کی ریڈ انڈین جیسی آواز بڑے شوق اور خالص جنگلی انداز سے نکالی۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

"یہ پرنٹ ورک میں آنے کا اعلان ہے... میں یہاں ایسے ہی انٹری دیتی ہوں۔" وہ ایسے انٹری دے سکتی تھی' وہ ویرا تھی نا۔

"تم جنگلی ہو۔"

"کبھی کسی روسی کو جنگلی نہ کہنا... ہم بوہیمیئن زندگی سے بھرے' زندہ دلی کے کرسٹل ہیں' زندگی کا سورج ہم میں سے ہو کر رنگوں کو چمک دمک دیتا ہے۔ ہم موت کی برف میں دلہن سر سبز چراگاہوں کے قہقہے لگاتے ہیں۔ یہ صرف ہم ہی کر سکتے ہیں۔ ہم جنگلی کیسے ہوئے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

"ہم بوند بوند پانی سے بنے زندہ دلی کے کرسٹل ہیں۔"

امرحہ نے زیر لب اس قوت بخش جملے کو دہرایا اور وہ کھل کر مسکرانے لگی۔

ویرا کی باتیں ایسی ہی ہوتی تھیں۔ ان میں سے احساس کمتری جھلکتی تھی' نہ ہی مایوسی۔ وہ کچھ اس انداز سے چلتی پھرتی' مسکراتی اور باتیں کرتی تھی جیسے دنیا اس کے استقبال کے لیے تیار کھڑی ہے اور اگر یہ دنیا اسے خوش آمدید کہنے پر آمادہ نہیں ہے تو وہ بہرحال اس کی پروا کرنے والی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی الگ دنیا تخلیق کرنے کا وصف جانتی تھی۔

پرنٹ ورک کا ایک راؤنڈ لینے کے بعد وہ اسے ہارٹ راک کیفے لے آئی۔ جس کی بیرونی دیوار کے باہر ایک بڑا سا گٹار لٹکا سرخ و سفید روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ "یہ کیفے ہے؟"

ویرا گڑبڑا گئی۔ "ہاں کیفے بھی ہے اندر۔ اور بھی بہت کچھ ہے۔ تم پہلے کبھی ہارٹ راک نہیں گئیں۔"

"میں اس کا نام پہلی بار سن رہی ہوں۔"

"تمہارے ملک میں نہیں ہے یہ۔"

"یہ کیا ہر ملک میں ہے۔"

"دنیا کا کون سا ایسا بدنصیب ملک ہوگا جو ہارٹ راک سے محروم ہوگا۔"

"ہے کیا اس میں؟"

"آجاؤ اندر۔" ویرا اسے اپنے ساتھ لے آئی۔

دیواروں پر جابجا گٹار لٹک رہے تھے۔ کچھ پرانے فیشن کے کاؤبوائے ہیٹ بھی دیواروں پر آویزاں تھے۔ کیفے کی سجاوٹ دیکھنے لائق تھی۔ اندر جاتے ہی اسے کئی جانے پہچانے یونیورسٹی کے چہرے نظر آئے۔ پھر اسے اپنی یونی کے اسٹوڈنٹس کا ہجوم نظر آیا۔ ان سارے کیفیز اور بارز میں اسٹوڈنٹس کو رعایتی قیمت پر ڈرنکس اور کھانے ملتے ہیں۔

ویرا اسے بار ٹینڈر کے پاس بٹھا کر ضروری کام کا کہہ کر چلی گئی۔ جاتے جاتے وہ اس کے لیے ایک سوفٹ ڈرنک کا آرڈر دے گئی تھی۔ بار ٹینڈر نے اسے ڈرنک دے دی اور کاک ٹیل بنانے لگا۔ اس کے دونوں بازوؤں پر کہنیوں سے اوپر تک ٹیٹو کھدے تھے۔ دائیں بازو پر گھنی جھاڑیوں میں سے ایک خونخوار بھیڑیا دانت نکوسے آنکھیں چمکائے شکار پر جست لگانے کی تیاری کر رہا تھا اور بائیں بازو پر وہی بھیڑیا اپنے شکار کی گردن دبوچے غرا رہا تھا۔

"اس کا شکار ایک انسانی کھوپڑی تھا۔"

امرحہ نے کراہیت سے اپنی نظریں پھیرلیں۔ کاک ٹیل بناتے اس نے ترچھی نظروں سے امرحہ کو دیکھا اور زیر لب ہنسنے لگا۔

"تمہیں یہ پسند آیا؟" اس نے بھیڑیے کی طرف اشارہ کیا۔

امرحہ نے منہ بنایا "بالکل نہیں' زہر لگ رہے ہیں۔"

اتنی صاف گوئی کی شاید اسے توقع نہیں تھی۔ اس نے خود کو کام میں مصروف کرنا چاہا اور زیر لب بڑبڑانے لگا۔

ٹھیک دس منٹ بعد ڈی جے نے فل والیوم میں ڈسک لگا دی۔ پہلے صرف ہلکا ہلکا میوزک بج رہا تھا۔ باہر شام گہری ہو رہی تھی۔ ہارٹ راک کے کونے کھدروں میں سے ہاؤ ہو کرتا ہجوم ڈی جے کے آگے جمع ہونے لگا۔ ڈسکو لائٹس تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔ امرحہ گھبرا گئی۔ اس نے آس پاس دیکھا۔ وہ اندازہ کر سکتی تھی کہ اصل میں یہ کون سی جگہ ہے۔ وہ سیڑھیاں اتر کر اور دو' تین راہداریاں پار کر کے یہاں تک آئی تھی۔

وہ جلدی سے اٹھی اور اپنی دانست میں راہداریاں پار کر کے سیڑھیاں اتر کر بار سے باہر آگئی۔ لیکن وہ دراصل ہارٹ راک کے ہی ایک دوسرے حصے میں آ نکلی تھی جہاں جوا کھیلا جا رہا تھا اور جہاں جوئے کی بڑی بڑی مشین رکھی تھیں۔ وہ اور حواس باختہ سی ہو گئی۔ دادا کو اگر یہ سب معلوم ہو جائے تو اسے لینے خود مانچسٹر آجائیں۔ وہ واپس اس جگہ آئی جہاں ویرا اسے چھوڑ کر گئی تھی۔ لیکن ویرا ابھی تک نہیں آئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

"میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں۔" بار ٹینڈر نے بہت شرافت سے مسکرا کر امرحہ سے پوچھا۔

"مجھے باہر جانا ہے۔ کس طرف سے جانا ہے؟"

"فرنٹ ڈور تو بند ہو چکا ہے' تمہیں بیک ڈور سے جانا ہوگا۔"

"بیک ڈور کہاں ہے؟" اسے کیا معلوم تھا کہ ان ہارٹ راک میں کیا اصول و ضوابط تھے آنے جانے کے اور کہاں ان کے بیک ڈورز تھے۔

ہاتھوں کو تیزی سے نچا کر اس نے اسے بتایا کہ پچھلا دروازہ کس طرف ہے۔ امرحہ کو ان بھیڑیے نما دے ہاتھوں کی حرکات کی قطعاً" سمجھ نہیں آئی۔ ڈی جے ساؤنڈ بدل چکا تھا۔ اس نے جانوروں کے چنگھاڑنے کی آوازوں کو ماڈرن ہپ ہاپ میوزک کے ساتھ مکس کر کے فل والیوم کر دیا تھا۔

امرحہ کے رنگ تیزی سے بدلنے لگے۔

تیزی سے کاک ٹیل بناتے۔

" We Love to Serre " کی ٹی شرٹ پہنے اس نے امرحہ کی طرف دیکھا۔

"آؤ میرے ساتھ۔" اس نے خود سے ہی کہا۔ امرحہ کو اسے پہلی نظر میں ہی ناپسند کر چکی تھی' لیکن اس کے ساتھ جانے سے خود کو روک نہ سکی۔ ڈی جے کامیابی سے وہ میوزک بجا رہا تھا جو سب کو جانوروں کی طرح چنگھاڑنے پر مجبور کر رہا تھا۔

وہ آگے چلنے لگا۔ وہ اس کے ساتھ تھوڑا فاصلہ رکھ کر پیچھے چلنے لگی۔ تین 'چار راہداریاں چل کر وہ تین بار سیڑھیاں اتر کر اس نے ایک دروازہ کھول کر کہا۔

"یہ ہے بیک ڈور' تم یہاں سے جا سکتی ہو۔"

"شکریہ۔" وہ تیزی سے آگے بڑھی اور دروازے کے پار ہو گئی۔

لیکن وہ تو۔۔۔ وہ تو باہر کا راستہ ہی نہیں تھا۔ فوری شاک کے زیر اثر آنے سے پہلے اس نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹا سا کم روشنی والا کمرہ ہے جو مختلف چیزوں سے اٹا پڑا تھا۔ اس کے پیروں کے پاس بہت سی خالی بوتلیں پڑی تھیں اور وہاں دو قدم کھڑے ہونے کے علاوہ کوئی جگہ نہیں تھی۔ بدبو کے بھبکے تھے جو دم گھونٹ رہے تھے۔

دروازہ دھڑ سے بند ہوا۔ پھر فوری لاک ہوا اور چلا کر اس نے جواسے باہر کا راستہ دکھانے لایا تھا کہا۔

"اب یہاں کئی بھیڑیے آئیں گے تمہاری گردن دبوچنے۔"

دور اوپر ڈی جے نے انسانی خود ساختہ چیخوں کے ساتھ ایک دوسرے میوزک کو مکس کر کے چلایا۔ فل الیوم سے۔۔۔ ہارٹ راک کیفے کا کلب یار اپنے عروج پر آگیا۔ امرحہ کی چیخ اس عروج میں ڈوب گئی۔

اگر کوئی اس وقت اس کی شکل دیکھ لیتا تو جان جاتا کہ موت سے بھی زیادہ وحشت ناک اگر کوئی چیز تھی تو وہ اس وقت اس کی شکل پر چھائے خوف کے علاوہ کوئی اور نہیں تھی۔ اندھیرے کا ریلا اس کی آنکھوں میں گھستا چلا گیا۔ اسے نظر آنا بند ہو گیا' تیز سیٹی کی آواز اس کے دونوں کانوں سے سر کے اندر گھس کر دردناک انداز سے گونجنے لگی۔۔۔ وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔

جس کھوپڑی کو بار ٹینڈر کے بازو پر بنے بھیڑیے نے منہ میں دبوچ رکھا تھا۔ وہ وہی کھوپڑی بن گئی۔ مردہ۔۔۔ شکار کی گئی۔۔۔ شکار ہو چکی۔

اس نے سر کو جھٹکا دیا۔ اسے کچھ نظر کیوں نہیں آ رہا تھا۔ دماغ سوچ کیوں نہیں رہا تھا۔ اس نے سر کو مسلسل دو' تین جھٹکے دیے۔ اسے دھندلا دھندلا نظر آنے لگا تھا۔ سر کو جھٹکے دینے سے اس کے سر میں ٹیس سی اٹھی اور وہ دیوار کا سہارا لے کر بیٹھتے' لڑکھڑاتی ہوئی بوتلوں کے ڈھیر پر بیٹھ گئی۔ ٹھنڈ میں بھی وہ پسینے سے بھیگ چکی تھی۔۔۔ اتنی سی دیر میں ہی۔

اس کا ہاتھ کر اس بیگ پر لگا۔ اس کا بیگ اس کے ساتھ تھا۔ اس کے پاس فون تھا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے فون نکالا۔

وہ ویرا کو فون کرنے لگی۔ بیل جا رہی تھی۔ بیل جاتی رہی' لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا۔ اس نے میسج لکھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی انگلیوں کی کپکپاہٹ نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا۔۔۔ وہ سادھنا کو

www.paksociety.com
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

فون نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پولیس کو تو ہرگز نہیں۔ ان کے علاوہ اس کے پاس صرف چند اور دوسرے لوگوں کے نمبرز تھے۔ وہ اپنی فون بک چیک کرنے لگی اور عالیان پر آکر رک گئی۔

وہ ایک کلب کے کسی تہ خانے میں بند کردی گئی تھی اور خوف سے کانپ رہی تھی۔ فون کال کے بٹن کو پش کرنے کے لیے اس نے اپنے جسم کی تھرتھراہٹ کو قابو میں کیا۔

"ہیلو عالیان۔۔۔ میں۔۔۔ امرحہ۔۔۔ مجھے کسی نے یہاں بند کردیا ہے۔" اپنے رونے پر قابو پاتے اس نے بہت دیر لگا کر جملہ مکمل کیا۔

"ٹھیک ہے، تم ابھی وہیں رہو بے بی۔ کونے میں خالی بوتلوں کے کریٹس کے پیچھے ڈنڈا رکھی ہے۔ تم اسے لے سکتی ہو۔ پولیس کو فون کرنے کی حماقت ہرگز نہ کرنا' ورنہ تمہاری ڈیڈ باڈی بھی ان کے ہاتھ نہیں آئے گی۔"

امرحہ کے ہاتھ سے فون گر گیا اور اس کی بیٹری نکل کر دور جا گری۔ عالیان کے فون پر۔۔۔ باریک اعصاب نیم زدہ دینے والی خوف کی لہر نے اس کے وجود کا احاطہ کیا۔ اب اس کے پاس ایک ہی حل تھا کہ وہ پولیس کو فون کرے۔ عالیان' ویرا اور وہ لڑکا کون تھے۔ اس سوال کے بارے میں سوچتے ہی اس کی جان پیروں کی انگلیوں میں آنے لگتی تھی۔ ویرا اسے بہانے سے لائی تھی' پر کیوں۔۔۔ ایسے لے بند کرنے کے لیے۔۔۔ وہ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے تھے اور عالیان۔۔۔ یہ سب کیا تھا۔

کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے بیٹری کو فون میں ڈالا اور فون ہاتھ میں لے کر بیٹھ گئی۔ اگر پولیس آئے گی۔۔۔ اس کلب میں سے اسے برآمد کرے گی تو یہ خبر اخبارات تک بھی جائے گی۔ یونیورسٹی کے ایک ایک اسٹوڈنٹ کو معلوم ہو جائے گا۔ وہ تماشا بن جائے گی۔

فون کو ہاتھ میں پکڑ کر گھٹنوں کو جوڑ کر وہ رونے لگی۔ مانچسٹر میں پہلی بار پوری شدت سے۔۔۔ روتی رہی۔۔۔ روتی رہی۔۔۔ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ پولیس کو فون کرے اور بعد کا سوچ کر وہ رو رہی تھی۔ ایسے پردیس میں۔۔۔ کسی کلب میں بند کیے جانے پر۔۔۔ اپنی کم عقلی پر۔۔۔ اتنی دور پردیس میں پڑھنے والی اب تک باہر جانے کے۔۔۔ اندر آنے کے راستے ہی ٹھیک سے یاد نہیں کر سکی۔

گھر سے باہر نکلنے کے لیے صرف وہ جوتے ہی ضروری نہیں ہوتے جو پہن کر باہر جایا جاتا ہے۔ وہ ہوش مندی اور پھرتی بھی ضروری ہوتی ہے جو گرنے نہ دے۔ چوٹ تو ہرگز نہ لگنے دے۔ اس اسٹور میں پھیلی بدبو اسے پاگل کیے دے رہی تھی۔ ڈی جے کے میوزک پلے کرنے پر وہ اتنا گھبرا گئی تھی۔ اس نے اس گھبراہٹ پر قابو کیوں نہ پالیا۔ ایسا بھی ہوتا ہے کیا کہ پردیس میں تعلیم کی غرض سے آئی لڑکی ایسے گھبرائی اور بوکھلائی پھرے۔

"اے خدا میری مدد کر کسی کو بھیج میرے لیے۔"

وہ دعا کر رہی تھی' ساتھ ساتھ ویرا کو فون کر رہی تھی کہ ایک دم سے دروازہ کھلا۔۔۔ اور سامنے خدا کی بھیجی مدد کھڑی تھی۔ "عالیان"

"امرحہ!" اس نے ابھی یہ کہا ہی تھا کہ وہ دھکا مار کر اسے پیچھے ہٹاتی تیزی سے بھاگ کر اوپر آئی۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے مسکراتے ہوئے اس منحوس انسان کو اس نے تیزی سے جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگوں کے ساتھ ٹکراتی گرتی پڑتی بارٹر راک سے باہر نکلی۔

"امرحہ! بات سنو۔" عالیان تیزی سے اس کے پیچھے بھاگتا ہوا آرہا تھا۔ اسے آوازیں دے رہا تھا۔ لیکن وہ رکی نہیں' کیوں رکتی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ میری بات سنو۔"

اس نے ایک دم سے لپک کر اس کا بازو تھام لیا۔ امرحہ پر جیسے کسی نے جلتا ہوا تیل انڈیل دیا۔ اس نے اپنے بازو کو جھٹکے سے اس سے چھڑوا کر اس کے منہ پر ایک تھپڑ دے مارا۔ "ڈی برنٹ ورک کی مصروف ترین راہ گزر پر کھڑے ہو کر تم سے کم پچاس یونیورسٹی اسٹوڈنٹس کو کہو بتاؤ کہ تم تینوں نے مل کر مجھ سے جو گھٹیا مذاق کیا ہے یہ اس کے لیے۔"

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

اس نے ٹیکسی کی طرف اشارہ کیا اور اسے گھورتی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ سڑک پر آکر اپنے لیے ٹیکسی دیکھنے لگی۔ غصے سے اس کا خون کھول رہا تھا۔ دکھ سے اس کی آنکھیں دھواں دھواں ہو رہی تھیں۔ "ویرا" عالیان کی کلاس فیلو تھی اور وہ تیرا بھی ان کا کوئی کلاس فیلو ہوگا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ سب کیوں کیا گیا۔ اسے یہ معلوم تھا کہ اس کے ساتھ کروایا گیا۔ بس۔

اس نے ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھنے ہی لگی تھی کہ عالیان نے اپنے پیر کو ٹیکسی کے دروازے میں پھنسالیا۔

"میری بات سن کر جاؤ امرحہ!" اس نے تحمل سے کہا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

امرحہ نے منہ پھیر لیا اور سختی سے اس کے پیر کو پرے کر کے دروازہ بند کردیا اور ڈرائیور کو چلنے کے لیے کہا۔

وہ گھر پہنچی تو عالیان پہلے سے ہی دروازے پر موجود تھا۔

"میری بات سن لو امرحہ۔ شور مت کرنا، لیڈی مہر سنیں گی تو انہیں دکھ ہوگا۔"

"ہاں ہوگا دکھ انہیں کہ ان کے بیٹے نے کیا شاندار حرکت کی ہے۔"

"نہیں دکھ ہوگا کہ تم نے مجھے تھپڑ مارا۔ ساری دنیا بھی گواہ بن کر آجائے گی تو وہ کبھی یہ نہیں مانیں گی کہ میں نے کچھ برا کیا ہے۔"

"اچھا کو مل جھونک رہے ہو۔" پھر ان کی آنکھوں میں۔ "اسے برے دو" جھلتی وہ اندر جانے لگی۔ وہ ان میں سے کسی کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

"انسان زندگی میں اس وقت زیادہ تکلیف اٹھاتا ہے جب وہ حقیقت جانے بغیر خود کو اندھا کر لیتا ہے۔ اور اپنے اس اندھے پن کا علاج بھی نہیں کروانا چاہتا۔"

عالیان اپنے چوڑے مضبوط جسم سے اس کا راستہ روکے کھڑا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ وہ ایک لمبے عرصے تک ایسے کھڑا رہ سکتا ہے۔

"کیا کرنا چاہتے ہو مجھ سے اب؟" وہ چلائی۔

"وہ کارل تھا۔ تمہیں کیسے بتاؤں میرا دوست بھی ہے اور دشمن بھی۔ وہ جانتا ہے تم میری دوست ہو۔ اسٹوڈنٹ پارٹی میں وہ بھی تھا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس نے تمہیں بند کیوں کیا۔ وہ کچن میں میرے پاس آیا اور میرا فون مانگا اور دو منٹ بعد اس نے مجھے بتایا کہ اس نے تمہیں اسٹور میں لاک کیا ہے۔ اس سے تفصیل جانے بغیر میں جلدی سے تمہارے پاس آیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم کتنی جلدی پریشان ہو جاتی ہو۔ اس سب میں میرا قصور کہاں ہے امرحہ؟"

امرحہ کے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ "تم لوگ کس قدر ظالم ہو۔ کس طرح کی شرارتیں کرتے ہو۔ کیسے لمحوں میں مذاق بنا کر رکھ دیتے ہو۔ جان نکال لیتے ہو۔ یہ سب ایسے کرتے ذرا نہیں جھجکتے۔"

"میں ظالم نہیں ہوں امرحہ۔ تم مجھے ایک اور تھپڑ مار سکتی ہو لیکن تم ایسے روؤ نہیں۔ میں کارل سے نپٹ لوں گا۔"

امرحہ نے بیگ سے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں صاف کرتی اندر چلی گئی۔

عالیان باہر ہی کھڑا رہ گیا۔ جب ٹھیک دو گھنٹے بعد امرحہ کے کمرے کی بتی گل ہوئی تو وہ چلا گیا۔ وہ کارل کے پاس جا رہا تھا اسے ایک گھونسا مارنے۔

☼ ☼ ☼

ہارٹ راک کیفے کے ڈانسنگ فلور پر جب میوزک اپنے عروج پر تھا اور سب ڈانس کرتے کرتے پاگل سے ہو رہے تھے۔ اس وقت جا کر اس نے کارل نامی لڑکے کے منہ پر زوردار گھونسا مارا۔ وہ لڑکھڑا کر گرا اور چیختے ہوئے اٹھ کھڑا ہوگیا۔

"اس نے میرے ڈیڈیز کو برا کہا تھا۔" کارل نے اپنے نینو کی طرف اشارہ کیا۔

"اس سے دور رہنا کارل۔" عالیان کی آنکھیں اور سرخ ہوگئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

"تمہاری گرل فرینڈ ہے وہ۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

"میں سب یہیں ختم کرتا ہوں۔ بس بہت ہوا۔"

"کیا ختم کرتے ہو۔"

"جو کچھ بھی سالوں سے ہمارے درمیان چلتا آرہا ہے۔ ہمیں یہ بچگانہ کھیل اب بند کردینا چاہیے۔"

"ایک دم سے تمہارا موڈ کیسے بدل گیا۔ جاس لڑکی کے لیے۔"

"وہ میری دوست ہے۔"

"دوستیں تو تمہاری اور بھی بہت ہیں۔ یہ کون سی دوست ہے' جس کے لیے تم نے مجھے گھونسا مارا ہے۔"

"وہ مشرق سے آئی ہے۔ اسے ہمارے یہاں کے ماحول کی عادت نہیں ہے۔ وہ ڈر جاتی ہے۔"

"واؤ۔ اسٹوڈنٹ پارٹی میں اسے ڈرتے میں نے بھی دیکھا تھا۔ کمال کا ڈرتی ہے وہ۔ بہت مزا آتا ہے اسے ڈرانے میں۔ جب میں دروازہ بند کررہا تھا تو اس کی شکل دیکھنے لائق تھی۔ ویسے تم کب سے مشرق کو سمجھنے لگے ہو؟"

اسے وہیں چھوڑ کر عالیان واپس کچن میں گیا۔ وہ کچن کا ہیڈ تھا۔ امرحہ کے پیچھے گھر تک جاتے ہوئے اس نے اپنے مینیجر کو فون کرکے بتا دیا تھا کہ وہ ضروری کام سے جارہا ہے۔ ایک' دو گھنٹے میں واپس آجائے گا۔

کارل بھی اسی سینٹر میں رہا تھا۔ جس میں عالیان نے پرورش پائی تھی۔ سب اچھے دوست بھی تھے اور اچھے دشمن بھی۔ ابتدا کارل نے کی تھی۔ اس نے سینٹر میں موجود ایک دوسرے لڑکے کے سوتے میں ہاتھ پاؤں باندھ دیے تھے اور منہ پر کپڑا لپیٹ دیا تھا۔ لڑکا بے ہوش ہوگیا تھا۔ جب اس سلسلے کی تفتیش کی گئی تو کارل نے معصومیت سے ہاتھ عالیان کی طرف اٹھا کر کہا۔

"اس نے۔ میں نے خود اسے یہ کرتے دیکھا تھا۔"

عالیان اس کا منہ دیکھتا رہ گیا اور سزا کے طور پر اسے پورا ایک مہینہ ایک وقت کا کھانا "ملتا رہا۔

پھر عالیان نے کارل کے ذمے جو لانڈری ہوا کرتی تھی۔ اس میں کافی کا گاڑھا محلول' سیاہی' اور ببل گم چبا کر ڈال دی۔ مشین سے نکلنے کے بعد کپڑے ناقابل استعمال کی مکمل شکل اختیار کرچکے تھے۔ اسے مزید کچھ بھی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ سب جانتے تھے کارل ہر وقت ببل کھایا کرتا ہے۔

عالیان نے یہ بدلہ ٹھیک آٹھ ماہ بعد لیا تھا۔ وہ کارل کہاں جسے پورا ایک ہفتہ بنا بستر کے زمین پر سونے کی سزا ملی تھی گیا اور اسے کہا۔

"حساب برابر ہوگیا نا کارل۔"

کارل نے پوری بتیسی نکال کر دکھائی۔

"بالکل۔"

"اور یہ حساب برابر ہوگیا نا؟" وہ ہر چھ' سات مہینے بعد ایک دوسرے کو کہتے۔ ایک دوسرے کی تاک میں رہتے۔ اسکول سے کالج اور کالج سے یونیورسٹی یہ سلسلہ نوٹ فوٹ کر چلتا رہا۔

عالیان نے اس کا بریک اپ کروا دیا تھا ایلش سے۔ ایلش سے مختلف ملاقاتوں کے دوران وہ اسے بتاتا رہتا کہ کارل کبھی کبھی اتنا جنونی ہوجاتا ہے کہ اپنے کپڑے تک پھاڑ لیتا ہے۔ صابن کھانے لگتا ہے۔ چیخنے لگتا ہے۔ اپنے سارے جوتوں کو بیڈ پر بچھا لیتا ہے اور ان پر سوتا ہے اور تولیے پھندا ڈال کر کم سے کم پانچ منٹ تک لٹکا رہتا ہے' کہتا ہے موت کا مزا لے رہا ہوں۔

ایلش کی شکل دیکھنے لائق ہوتی۔ وہ جانتی تھی عالیان اور کارل ایک ہی جگہ رہے ہیں "تو اب عالیان سے زیادہ بہتر کارل کو اور کون جان سکتا ہے بھلا۔ وہ کیسا جنونی ہے یہ عالیان سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔

دونوں میں بریک اپ ہوگیا۔

"وہ مجھے واقعی اچھی لگتی تھی۔" کارل نے اس کے روم میں آکر صرف اتنا کہا۔ وہ خوفناک حد تک سنجیدہ تھا۔

"تمہیں سارہ بھی اچھی لگتی تھی۔" عالیان نے کندھے اچکائے۔ "ویسے کیا تم چاہتے ہو کہ میں ایلش کے پاس جاؤں اور اس سے یہ کہوں کہ جو میں نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

سب جھوٹ تھا۔"

"ایک اچھا کھلاڑی کبھی ایسی فاش غلطی نہیں کرے گا۔ وہ کبھی منت اور درخواست نہیں کرے گا وہ صرف توجہ سے اپنا کھیل کھیلے گا۔"

"اگر تم میری پروجیکٹ فائل مجھے واپس کردو تو میں الش کے پاس جاسکتا ہوں۔"

"میں نے کہا نا ایک اچھا کھلاڑی کبھی منت نہیں کرتا۔"

وہ کمرے کی چوکھٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ وہ ہفتے پہلے وہ اس کی ایک اہم فائل لے اڑا تھا جو اس نے کئی مہینوں کی انتھک محنت کے بعد تیار کی تھی۔ بزنس مشاورت کو لے کر یہ ایک چھوٹی سی کتاب تھی۔ جس کے لیے اس نے پبلشر سے بھی بات کرلی تھی۔ یہ کام اس نے بہت چھپا کر کیا تھا۔ لیکن کارل اپنے مقصد میں کامیاب ہوچکا تھا۔ اس نے پہلے کمرے سے اس کی فائل غائب کی۔ پھر لیپ ٹاپ کا پاس ورڈ توڑ کر کمپیوٹر کو کرپٹ کیا اور اس میں وائرس چھوڑ دیا کہ لیپ ٹاپ ٹھیک ہونے کے بعد بھی اس کی مردہ فائلوں کو ری کور نہ کیا جاسکے۔

ایک بڑا کھلاڑی ہونے کی حیثیت سے عالیان نے اس کی کافی منت کی کہ وہ اسے اس کی فائل دے دے۔ لیکن اس نے نہیں دی۔ بدلے میں اسے الش کو بھڑکانا پڑا۔ وہ جانتا تھا۔ کارل الش کو بہت پسند کرتا ہے اور اس کے ساتھ فیوچر پلاننگ کررہا ہے۔ اس نے الش کے دماغ میں اسے لے کر کافی کچھ ڈال دیا تھا۔

اس سے بھی بڑھ کر اس نے یہ کیا کہ اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر الش کو دینا شروع کردیا۔ ایک جنونی کے مقابلے میں اسے عالیان جیسا لائق فائق لڑکا زیادہ اچھا لگا۔ ایک ہی ہفتے میں دس' چند بار لڑ کر دونوں الگ ہوگئے اور ظاہر ہے کارل جانتا تھا یہ سب کیوں ہوا' کس نے کیا۔

کارل کمرے سے چلا گیا اور ٹھیک پانچ منٹ بعد واپس آیا اور کہا۔

"ذرا اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھو۔"

عالیان نے اس کے ہاتھ کے اشارے کی سمت دیکھا۔ Withworth پارک۔ (اسٹوڈنس کی رہائش گاہ) کے گراؤنڈ میں کوئی چیز جل رہی تھی۔ آگ کے شعلے اٹھ رہے تھے اس میں سے۔

وہ عالیان کی مستقبل قریب میں آنے والی کتاب تھی' جواب آگ کے حوالے تھی۔

عالیان نے لب سختی سے بھینچ لیے۔

"پہلے میں اس مسودے کو اپنے نام سے چھپوانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ لیکن ابھی کھڑے کھڑے میں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ چند ہزار پونڈز کا نقصان کچھ زیادہ تو نہیں ہے۔" کارل کہہ کر چلا گیا۔

کارل ہمیشہ اسے بڑی چوٹ دے کر جاتا تھا۔ اس کا بڑا نقصان کرتا تھا۔ دونوں ضدی تھے اور دونوں ہی باز نہیں آرہے تھے۔ لیکن اب عالیان سب ختم کرتا تھا۔ وہ اپنے منہ سے کہہ گیا تھا کہ اسے اب یہ کھیل اور نہیں کھیلنا۔ ماضی میں یہ سب کرتے اس نے کبھی آگے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ کارل کا بریک اپ کروانے بھی نہیں۔ لیکن اب وہ خوف زدہ ہوگیا تھا۔ کیسے لمحوں میں اس نے امرحہ کو لاک کردیا تھا۔ وہ اسے کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ لیکن کیا معلوم کسی چھوٹے نقصان' کسی معمولی شرارت میں ہی بڑا نقصان چھپا ہو۔

کارل چھپ کروار کیا کرتا تھا۔ بظاہر ایسے ظاہر کرتا جیسے سب ٹھیک ہے اور وہ پچھلی چوٹ بھول چکا ہے۔ لیکن پھر نئی چوٹ دے کر وہ ایسے مسکراتا جیسے کہہ رہا ہو۔

"زندگی کا اصل مزا اسی کھیل میں چھپا ہے۔ اور جس چیز میں مزا ہو۔ اسے چھوڑنے کو کس کا دل چاہتا ہے۔"

✡ ✡ ✡

صبح ویرا نے اس کے کمرے میں آتے ہی اس کا لحاف کھینچ کر اتارا اور چونک کر رہ گئی۔

"تم رات بھر روتی رہی ہو۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

"تمہیں اس سے کیا؟" اس نے پھر سے نم آنکھیں رگڑیں۔

"رونا تمہیں ہر مسئلے کا حل لگتا ہے۔" ویرا غصے سے بولی۔

"میں نے تم سے صرف مذاق کیا تھا اور تمہیں ہارٹ راک کے اس حصے میں لے جا کر بٹھا دیا تھا۔ ورنہ میرا ارادہ صرف تمہیں ہارٹ راک کو اندر سے دکھانے کا تھا۔ میں صرف تھوڑی سی دیر کے لیے وہاں سے غائب ہوئی تھی۔ وہاں بہت سے ہمارے یونیورسٹی فیلوز تھے۔ ایسی کوئی گھبرانے کی بات تو نہیں تھی۔ میں واپس آئی تو تم وہاں نہیں تھیں۔"

"میں تمہیں فون کر رہی تھی۔"

"معلوم ہے مجھے۔ میں ہنس رہی تھی کہ تم اتنی جلدی گھبرا گئی ہو کہ..." "میں گھبرا نہیں گئی تھی۔ میں بے حد خوف زدہ ہو چکی تھی۔ کیونکہ میں اس کیفے کے اسٹور میں بند تھی۔"

"کیا کہا تم نے؟" ویرا کو لگا وہ مذاق کر رہی ہے۔

"میں کیسے نیچے کیفے کے اسٹور میں بند تھی۔ اس بارٹینڈر نے مجھے لاک کیا تھا۔"

"کارل نے؟" ویرا بری طرح سے چونکی۔

"لو... تم نے اسے کچھ کہا تھا کیا؟ وہ ایسے ہی بھڑک اٹھتا ہے۔"

"تم جانتی ہو اسے؟" امرحہ ویرا سے زیادہ چونکی۔

"یونی میں کافی جانا جاتا ہے اسے... اس بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے۔ میں نے تمہارے ساتھ مذاق کیا اس کے لیے میں معذرت چاہتی ہوں۔ لیکن امرحہ! تم وہاں دس منٹ بھی بیٹھی کیوں نہیں رہ سکیں۔ تم اتنی حواس باختہ کیوں ہو جاتی ہو؟"

"کیونکہ میں تم سب جیسی نڈر نہیں ہوں۔" رندھے گلے کے ساتھ وہ چلائی۔

"تو ہو جاؤ... ہم جیسی ہو جاؤ... تم اتنی بڑی ہو چکی ہو تو اب بڑی بن کیوں نہیں جاتیں۔ تمہیں کیسے اسٹور میں لاک کروا دیا گیا؟"

"اتنا تیز میوزک تھا اور وہ سب لوگ... اگر کوئی مجھے وہاں دیکھ لیتا" کارل نے دھوکے سے مجھے اسٹور میں بند کروایا۔"

"تیز میوزک نے تمہارے کانوں کے پردے ہلا ڈالے ہوں گے، تمہاری عقل کے نہیں... تم عقل کا مظاہرہ بھی کر سکتی تھیں۔"

ویرا ٹھیک کہہ رہی تھی۔ وہ عقل کا مظاہرہ بھی کر سکتی تھی۔

"میں نے عالیان کو تھپڑ مارا۔" اصل بات تو اس نے اب کی تھی۔

ویرا نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا جو بیڈ پر لحاف کے ڈھیر میں دبی بیٹھی تھی۔

"عالیان کہاں سے آ گیا یہاں۔"

"میں نے اسے فون کیا مدد کے لیے اور فون کارل نے اٹھا لیا۔ میں سمجھی دونوں نے مل کر میرے ساتھ یہ کیا ہے۔"

"کتنی ذہین ہو تم امرحہ... پہلے تم اتنی حواس باختہ ہو گئیں کہ اسٹور میں لاک ہو گئیں، پھر ایک دم سے تمہارا ذہن اتنا کام کرنے لگا کہ تم نے وہاں ساری کہانی سمجھ لی کہ کس نے کیا کیا ہے۔ بے وقوف کی عقل ہمیشہ نقصان کے بعد حرکت میں آتی ہے... ہر حال... اب تم عالیان سے سوری کر لینا۔ مجھے تو آج شاپنگ کے لیے جانا ہے، پھر مجھے اپنے ٹور کے لیے کچھ تیاریاں کرنی ہے۔ کہو تو تمہیں یونی چھوڑ دوں؟"

"میں بس سے چلی جاؤں گی۔" اس نے اپنے نم گال صاف کیے۔

ہمت کر کے وہ اٹھی۔ تیار ہوئی۔ روئی روئی آنکھوں کے گرد ہلکے میک اپ کی تہ جمائی اور یونی آ گئی۔ وہ ابھی بھی یہ سوچ کر دہل سی جاتی تھی کہ اگر اسے اسٹور میں لاک کیا جانا صرف ایک مذاق نہ، صرف اسے تنگ کیا جانا نہ ہوتا تو؟

یہ اتفاق تھا یا وہ شخص اس کے پیچھے ہی تھا۔ یونی میں داخل ہوتے ہی اس نے کارل کو اپنے ساتھ چلتے ہوئے پایا۔

"ہیلو ڈارلنگ جنگل کوئین!"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

امرحہ نے اسے مکمل نظر انداز کیا اور بزنس اسکول کی طرف چلنے لگی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں زیادہ دیر تک اسٹور میں نہیں رکھ سکا۔ مجھے ڈر تھا کہ تم پولیس کو فون کر لو گی۔"

امرحہ کو افسوس ہوا اسے کر لینا چاہیے تھا۔

"ویسے تم کر بھی لیتیں تو تم کبھی یہ ثابت نہیں کر سکتی تھیں کہ میں تمہیں وہاں تک لے گیا تھا' بلکہ الٹا میں تم پر یہ الزام ثابت کر سکتا تھا کہ تم چوری کی غرض سے وہاں گئیں اور انجانے میں لاک ہو گئیں۔"

ایک دم سے کہیں سے نکل کر عالیان نے اسے اپروچ کیا۔ کارل مسکراتا ہوا کھسک گیا۔

"کارل کیا کہہ رہا تھا تم سے؟"

"میں نے سننا مناسب نہیں سمجھا۔"

"وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' بے فکر رہو۔ وہ تھوڑا شرارتی ہے۔ یونی کا کوئی اسٹوڈنٹ کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا کہ اسے یونی سے نکال دیا جائے۔ اس کا مسئلہ مجھ سے تھا۔ تم سے نہیں۔"

"مجھے اس کے بارے میں بات نہیں کرنی۔ میں نے آج تک کبھی کسی کو ایسے ہرٹ نہیں کیا۔" ہمت کر کے اس نے جلدی سے کہہ دیا۔

"مطلب وہ خوش نصیب صرف میں ہی ہوں۔"

"میں تم سے شرمندہ ہوں۔"

عالیان نے اس کی سرخی مائل آنکھوں کی طرف دیکھا۔ وہ جب جب ان آنکھوں کی طرف دیکھتا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ جیسے بس ابھی ان میں سے آنسوؤں کا دریا نکلے گا اور سب بھیگ بھاگ جائے گا۔

"تم شرمندہ نظر تو نہیں آرہیں۔"

"کیسے نظر آیا جاتا ہے شرمندہ؟" یعنی معافی بھی وہ مانگنے آئی تھی اور غصہ بھی وہی کر رہی تھی۔

"ویل۔ ایسے تو نہیں جیسے تم ہو۔"

"ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں۔" وہ معافی مانگنے آئی تھی تو بدلے میں یہ سننے آئی تھی کہ "کوئی بات نہیں' غلط فہمی ہو جاتی ہے' غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہ تو۔"

"تم اتنی جلدی جلدی ناراض کیوں ہوتی ہو؟"

وہ خاموش رہی۔

"اچھا شوب۔ لو ادھر مجھے دیکھو' تمہیں سوری کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔"

وہ اسے دیکھنے لگی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں' منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ پھر آنکھیں کھولیں' پین پر پھونک ماری اور پین کو جادو کی چھڑی کی طرح گول گول گھما دیا۔

"یہ کیا ہے؟"

"جادو۔ اب پھر سے سب پہلے جیسا ہو گیا ہے۔ میں نے وقت پر اپنا جادو چلا دیا ہے۔ اس نے کل کی رات کو ہماری زندگی میں سے نکال دیا ہے۔ اب سب ٹھیک ہے' سب ٹھیک ہی رہے گا۔"

امرحہ کو ہنسی آ گئی۔ "تم سب اتنے عجیب و غریب کیوں ہو؟"

"اور تم اتنی سمجھ دار کیوں ہو؟" اس نے ہاتھ میں پکڑے جادو کے پین کو اپنی ناک پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہم سب بادام کھاتے ہیں نا۔ ہم سب سمجھ دار' عقل مند' سینس والے انسان ہیں۔" کیا اتراہٹ تھی امرحہ کی۔

"ہم سب بلیاں اور چوہے کھاتے ہیں' اسی لیے اتنے عجیب و غریب ہیں۔"

"بلی' چوہے۔ آخ۔" امرحہ اپنی اتراہٹ جھٹ بھول گئی۔ عالیان نے خواہش کی کہ کاش اس کے ہاتھ میں پکڑا پین واقعی جادو کا ہوتا' وہ اس لمحے "آخ" کو یہیں روک لیتا۔ امرحہ کو فریز کر دیتا۔ پھر اس کی ناک کو پکڑ کر دائیں بائیں کرتا۔ کاش یہ جادو اسے آ سکتا۔

"پھر سے کرتا۔"

"کیا۔"

"وہی جو بلی' چوہے کے نام پر کیا تھا۔"

"اف! تم سب پاگل ہو۔" کہتے امرحہ جانے لگی۔

"تم نے کبھی کسی کو چیلنج کیا ہے؟" وہ بھاگ کر اس کے پیچھے آیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

"نہیں۔" وہ رک گئی۔

"میں تمہیں کروں؟" وہ گفتگو کو لمبا کر رہا تھا یا وقت کو۔

امرحہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا "کیا چاہتے ہو؟"

"Do or Die"

"اب یہ کون سا نیا پاگل پن ہے۔"

"ہم سب دوست کرتے ہیں۔ سارا مانچسٹر کرتا ہے۔"

"سب کریک ہو گیا؟"

"کریک؟ ویسے تم چاہو تو میں تمہیں کوئی آسان سا ٹاسک دے سکتا ہوں۔ سوئمنگ' رننگ' سائیکلنگ کچھ بھی اور شطرنج بھی۔" امرحہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ "ویسے تم ہمیشہ ایسی باتیں کرتے ہو؟"

"اچھی ہیں نا میری باتیں۔ ویسے تم ڈر رہی ہو یہ بتا۔"

"تم بے وقوف ہو۔" امرحہ استہزائیہ ہنسی۔

"تم خوف زدہ ہو۔" وہ بھی استہزائیہ ہی ہنسا۔

"پہلے اپنا علاج کرواؤ۔"

"ڈر کا کوئی علاج نہیں۔"

"میں لوٹ پٹانگ حرکتیں نہیں کرتی۔"

"ایسے لوگ خوف کو کئی نام دے دیتے ہیں۔"

"تم بہت زبان دراز ہو۔" وہ چلنے لگی مطلب جاؤ۔

"دو دو سوالوں کو الزام دیتے ہیں؟" وہ اس کے ساتھ چلنے لگا' مطلب نہیں۔

"او خدایا! تم لوگ۔ تمہاری تیز مرچ جیسی زبان۔"

"انہیں جلدی غصہ آجاتا ہے۔"

"خدا کے لیے بس کرو۔"

"وہ واسطے دینے پر آجاتے ہیں۔"

"کیا چیلنج ہے تمہارا؟"

"بولنگ۔"

"وہ جلدی پھیل جاتے ہیں۔" امرحہ کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"تمالیان کا جادو کا چین آخر کام کیوں نہیں کر رہا۔"

"یہ سوئمنگ' سائیکلنگ' وغیرہ مجھے نہیں آتی' تم کچھ اور کہو۔"

"یعنی آسان سا؟" اب وہ اسے چڑا رہا تھا۔

"جو مجھے آتا ہو اور میں کر سکوں۔"

"یہاں قریب ہی Dog Bowl ہے۔"

"مجھے نہیں کرنا کچھ ڈوگز وغیرہ کے ساتھ۔"

"وہاں ڈوگز نہیں ہیں' ایک گیند ہے' بوتلیں ہیں' تمہیں گیند سے بوتلوں کو گرانا ہوگا۔ تم تین بار پریکٹس کر سکتی ہو پھر تمہیں گیند سے ساری بوتلوں کو گرانا ہوگا۔ ویسے میں نے لائف میں اتنا آسان چیلنج کسی کو نہیں دیا۔ تم مشرق سے ہو تو۔"

امرحہ سوچنے لگی۔ "ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ مشرق والے سب کر سکتے ہیں۔"

"ویری نائیس' کو ساتھ لاؤں گی۔"

"بالکل ضرور۔"

"سو ذرا۔ پہلے یہ بتاؤ وہ کن دنوں میں بیمار ہوتی ہے۔ یعنی کیا میں اس کے لاچار ہونے کے؟؟"

"وہ ہمیشہ چاق و چوبند رہتی ہے۔"

"اسے ضروری کام کب کب ہوتے ہیں۔"

"میرے لیے وہ ہمیشہ فارغ رہتی ہے۔"

"تم دونوں میں کیٹ فائٹ کب کب ہوتی ہے۔"

"ہم میں بہت اچھی ذہنی ہم آہنگی ہے۔ وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔"

"وہ کب تک بری بن جائے گی۔"

"اف۔"

"اچھا۔ اچھا۔ آجانا دونوں۔"

لیکن ویرا اس کے ساتھ نہیں آسکی۔ اسے نیوز پیپر کے آفس جانا تھا۔ لیکن اس نے امرحہ کو بڑی دیر لگا کر یہ سمجھا دیا تھا کہ گیند کو کس طرح سے ہاتھ میں پکڑنا ہے اور کیسے تکنیک سے پھینکنا ہے۔

Dog Bowl میں یونیورسٹی اسٹوڈنٹس کا کافی رش تھا۔ امرحہ نے اپنی پریکٹس شروع کی۔ اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

نے کبھی یہ کھیل نہیں کھیلا تھا۔ گیند اسے ضرورت سے زیادہ وزنی لگی۔ ویرا ٹھیک کہتی ہے۔ ایک انسان میں اتنی طاقت ہونی چاہیے کہ وہ ایک عام وزن کے انسان کو اٹھا کر پھینک سکے اور اس سے گیند نہیں اٹھائی جا رہی تھی' پاکستان میں انہیں ایک صوفہ یا ایسی ہی کوئی عام سی چیز ادھر سے ادھر کرنی پڑ جاتی تو وہ تین لوگ مل کر سب کرتے اور پھر ایسے ہانپنے لگتے جیسے کسی ہاتھی کو گھسیٹتے رہے ہوں۔

پہلی کوشش میں اس کی گیند ایک بھی بوتل نہیں گرا سکی اور بوتلوں سے دور لین کے درمیان میں ہی کنارے پر جا کر رک گئی۔ دوسری کوشش میں اس نے کامیابی سے دو بوتلیں گرالیں اور تیسری میں پھر سے ایک بھی نہیں۔

"یہ تمہاری آخری کوشش ہے۔" عالیان نے ہنسی کو چھپا کر کہا۔

امرحہ نے اس کی ہنسی دیکھ لی تھی اور وہ چڑ گئی۔ اس بار اس نے گیند کو ایسے پکڑا جیسے میدان جنگ میں سپہ سالار بازی مات یا ہاتھ کے تحت تلوار کو بلند کرتا ہے اور پوری قوت سے وار کرتا ہے۔ امرحہ نے مکمل توجہ سے اپنی پوری قوت سے گیند کو پھینکا۔

اور پھر وہ ایسے چلائی کہ آس پاس موجود بہت سارے لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔ پھیلے سے دیکھتے رہیں' وہ چلاتی ہی رہی۔ ساری بوتلیں' چت ہو چکی تھیں۔ مشرقی لڑکی امرحہ جیت چکی تھی۔

"تم نے تو کہا تھا تم نے یہ کھیل پہلے کبھی نہیں کھیلا؟"

"بے شک یہ پہلی بار ہے۔"

"تم نے کسی پروفیشنل کی طرح گیند پھینکی۔ پہلے تم مجھے دکھانے کے لیے گیند کو ایویں لڑھکاتی رہی ہوگی۔"

"قسمت ساتھ ہو تو کوئی بازی مات نہیں ہوتی۔" اس نے ایسے کہا جیسے اس نے فیفا ورلڈ کپ کی ٹرافی جیت لی ہو۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔" بھوری آنکھوں کی بھنویں تن گئیں۔

"پھر سب جھوٹ لگنے لگتا ہے۔" کالی آنکھیں جنگ کرنے لگیں۔

"تم ایک بار پھر کرو۔"

"ہارنے والے بہانے بناتے ہیں۔"

"تم نے ضرور چیٹنگ کی ہے۔"

"پھر وہ فاؤل فاؤل چلاتے ہیں۔"

"تم۔"

"میں۔"

"تم۔"

"میں وہ ہوں۔ مجھے جیت جانے والے کہا جاتا ہے۔"

"تم نے میرا نقصان کر دیا۔ مجھے یقین تھا تم ہار جاؤ گی' پھر میں تمہیں سزا دیتا۔" کتنا رحم دل انسان تھا۔ وہ اسے سزا دینے کے چکر میں تھا۔

"کیسی سزا؟"

"میں تمہیں باتیں سناتا؟"

"باتیں۔ یہ کیسی سزا ہے؟"

"یہ سزا سننے والے کے لیے ہوتی ہے بولنے والے کے لیے نہیں۔ تمہیں سب سننا پڑتا ہے۔ وہ رومن اکھاڑے کے قصے ہوتے یا اسکول کے دنوں کی سزائیں۔ ونڈو شاپنگ کی فضول تفصیلات ہوتیں یا سب ویز میں ملنے والے سہیلوں کی عجیب و غریب حرکتیں۔ بولنے والے کا جب تک جی چاہے گا وہ بولے گا۔ سارا دن۔ رات۔ اگلا دن۔ اگلی رات۔ سننے والے کو سننا ہوگا۔ بولنے والے پر کم ہی قسمت اتنی مہربان ہوتی ہے تاکہ اسے ایسا سننے والا کوئی ملے؟"

"اتنی دیر تک بولتے رہنے والا پاگل ہی ہوگا۔"

"مجھے ہونا تھا نا پاگل۔" اس کا شاید واقعے میں بڑا نقصان ہو چکا تھا۔

"اس سب کو چھوڑو۔ یعنی اب مجھے تمہیں چیلنج دینا ہے۔ کوئی سزا۔ بے تکا۔"

"ہاں۔ ایسا کرو مجھے کہہ دو کہ میں ابھی یہاں

SCANNED BY DIGESTPK
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

www.paksociety.com

گھٹنوں کے بل جھک جاؤں"

"اتنی معمولی سزا۔ تمہیں کیوں کہوں یہ تم سے۔؟"

"یہ معمولی نہیں ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسے نہ کہو۔" وہ اس قیمتی پتھر کی طرح کرلایا جس کی جوہری نے بہت کم قیمت لگادی ہو۔

امرحہ گہری سوچ میں چلی "تم ایک ہفتے تک اپنی کلاسز اٹینڈ نہیں کرو گے"

"تم چاہتی ہو میں آج رات ہی خودکشی کرلوں۔؟"

"تو تم مرنا چاہتے ہو۔؟"

"میں مرجاؤں گا اپنی کلاسز نہیں چھوڑوں گا۔ کچھ اور کہو۔"

وہ دونوں Dog Bowl سے باہر آچکے تھے اور سڑک کے کنارے چل رہے تھے۔

"تم سسرا ایگزامز نہیں دو گے؟"

"یعنی تم ہر صورت یہی چاہتی ہو کہ میں خودکشی کرلوں۔"

"میں نے تمہارا چیلنج پورا کیا۔ تمہیں بھی کرنا چاہیے۔"

"کہا تو ہے کرلوں گا خودکشی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔؟"

دونوں مین روڈ پر آچکے تھے اور سڑک کے کنارے چل رہے تھے۔ سڑک پر کافی رش تھا۔ زیادہ یونیورسٹی اسٹوڈنٹس کا ہی ہجوم تھا۔

"اچھا کچھ اور کہو۔"

امرحہ نے سڑک کی طرف دیکھا جہاں وہ کھڑے تھے اس سے چند قدم آگے زیبرا کراسنگ تھی جو کافی طویل تھی۔ وہ دونوں بھی اشارہ بند ہونے کا انتظار کررہے تھے۔

"تمہیں بہت شوق ہے نا بندر کی طرح چھلانگیں لگانے کا۔ تو تمہیں اس کراسنگ کو ہاتھوں کے بل قلابازیاں لگا کر کراس کرنا ہے۔"

"پہلی فرصت میں اپنے دماغ کا علاج کراؤ امرحہ۔" یہ کہہ کون رہا تھا جس کا اپنا علاج ہونے والا تھا۔

"اب تم ہار کر پیچھے کیوں ہٹ رہے ہو! پاکستان میں میری دوست نے بھی ایک بار ایسے ہی کیا تھا۔ میں نے وہ سو ایک گول گپے کھائے اور میں جیت گئی۔ بدلے میں میں نے اسے بس اتنا ہی کہا کہ اسے صرف پانچ منٹ تک اپنے ڈیڈی کی کار چلانی ہے۔"

"اس میں کیا مشکل تھا۔ یہ تو بہت آسان ہے۔ تم نے اسے آسان ٹاسک دیا۔"

"وہ کار چلانا نہیں جانتی تھی۔"

"آں۔ اوہ۔ تو کس ماڈل کی کار تھی؟"

"یہ تم لڑکے کار کے نام پر ماڈل پوچھنے کیوں بیٹھ جاتے ہو۔ وہ ایک کار تھی۔ بس۔ ایک کار۔"

"یہ تم لڑکیاں گاڑیوں کے ماڈلز پر دھیان کیوں نہیں دیتیں۔ اتنی اہم بات ہے۔؟"

"وہ صرف چار منٹ کار چلا سکی۔ اگلے پانچ مہینے کار ورکشاپ میں رہی اور اس پر پورے پچاس ہزار لگے اور۔ بس۔"

"بس۔؟" عالیان نے ایسے پوچھا جیسے کہہ رہا ہو اتنے سب پر بھی ایسے بس کہہ رہی ہو۔

"ہاں۔ اور۔ اور۔ میرا داخلہ ان کے گھر بند۔ بس۔"

"تمہارا داخلہ بند۔" اس نے گردن کو ہلکا سا خم دے کر ہنسی کو ہونٹوں کے پیچھے روک کر پوچھا۔ اگر اسے بے تحاشا ہنسی آرہی تھی تو اسے کھل کر ہنس لینا چاہیے تھا کیونکہ وہ بری طرح سے ناکام ہوتا نظر آرہا تھا اپنی ہنسی کو قابو میں رکھنے میں اس نے امرحہ سے اپنا رخ پھیر لیا اب وہ اس کوشش میں تھا کہ وہ اتنی بری طرح سے نہ ہنسے کہ امرحہ برا مان جائے۔ لیکن ساری کوشش بیکار گئی۔ اس نے سر کو اٹھایا مانچسٹر کے کھلے آسمان کو دیکھا جس کے نیچے وہ دونوں کھڑے تھے اور خود کو بے قابو ہوجانے دیا۔

وہ ایک خوبصورت انسان تھا۔ ہنستے ہوئے اچھا لگتا تھا جیسے سب لگا کرتے ہیں۔ لیکن ایسے بے قابو ہو کر ہنستے وہ ایک عام نارمل انسان نہیں لگ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

SCANNED BY DIGESTPK

امرحہ نے ہاتھ باندھ لیے اور اسے گھورنے لگی۔

لیکن کرسی اعمزور تھو کی سی آنکھیں رکھنے والا ابھی یہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ کالی پتلیوں والی وہ آنکھیں اسے خفا ہو کر گھور رہی ہیں۔ وہی آنکھیں جنہیں قریب سے دیکھتے وہ اپنی ذات سے بہت دور چلا گیا تھا۔ وہ صرف عالیان نہیں رہا تھا۔

ہنستے ہنستے وہ چند قدم آگے چلا جاتا کبھی چند قدم پیچھے۔ اپنی آنکھوں کی نمی کو صاف کرتا اور امرحہ کو دیکھ کر کہتا۔

"اور بس۔ تمہارا داخلہ بند۔"

اس نے ایسا دو تین بار کیا۔ امرحہ شرمندہ سی ہو کر آس پاس دیکھنے لگی۔ اس میں اتنی کوئی ہنسنے کی بات نہیں تھی۔ اس کے کھلے بال ہلکی ہوا سے اڑ رہے تھے۔ اس نے غصے سے بالوں کی لٹوں کو پیشانی سے پیچھے کیا اور طیش سے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی، اسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کی بے عزتی کر رہا ہے، کیسے پاگلوں کی طرح ہنس رہا ہے۔ رونے کے لیے ہر وقت تیار رہنے والی امرحہ نے ایک اور بار رونے کی تیاری کرلی۔

کچھ ہی دیر میں جب بمشکل عالیان خود پر قابو پاسکا تو اس نے امرحہ کے غصے، رونے پر تلی شکل پر غور کیا اور اسی وقت امرحہ تیزی سے اس کے آگے الگ سے چلنے لگی۔

"امرحہ۔" عالیان اس کے پیچھے لپکا لیکن وہ جیسے ہوا کے گھوڑے پر سوار تھی۔ تیز تیز چلتی ہی جارہی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ ایسے کیوں جارہی ہے۔

"امرحہ! ادھر مجھے دیکھو۔ میں تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔"

امرحہ کو اپنے پیچھے تیز چلانے کی آواز آئی اس نے رک کر ذرا سا پلٹ کر دیکھا۔ اشارہ بند ہوچکا تھا۔ ٹریفک رک چکی تھی۔ سڑک کو پار کرنے والے سڑک پار کررہے تھے اور ان میں بزنس اسکول کا اسٹوڈنٹ عالیان مارگریٹ ہاتھوں کو سڑک پر ٹکانے کی تیاری کررہا تھا۔

امرحہ کو لگا وہ مذاق کررہا ہے۔ وہ کبھی قلابازی نہیں کھائے گا کیونکہ اس نے مذاق میں کہا تھا۔ اصل میں وہ اسے تیز مرچ مسالے سے پکے قورمے کی چند پلیٹیں کھلانا چاہتی تھی۔ اور وہ جانتی تھی وہ ایک پلیٹ سے زیادہ کھا ہی نہیں سکے گا۔ اسے اپنی زبان کنٹرول کرنا پڑجائے گی۔ لیکن وہ قلابازی لگا رہا تھا۔ اسے ایسا کرتے سڑک پر سے گزرتے یونیورسٹی اسٹوڈنٹس نے بھی دیکھا۔ وہ اتنا حیران نہیں تھے۔ کیونکہ اتنی بڑی یونیورسٹی اس طرح کے الٹے پلٹے اسٹوڈنٹس سے بھری پڑی تھی۔

پھول جو دل کی زمین سے پھوٹتا ہے۔
محبت کے سائے میں وہ امپا تا ہے۔
انسان دو حالتوں میں اپنی جون بدل لیتا ہے۔
ایک کرب کی حالت میں۔ دوسری محبت کی حالت میں۔

اور سڑک کے اس پار کھڑا عالیان کرب کی حالت میں تو ہرگز نہیں تھا۔ اس کی جون بدل چکی تھی۔ اور یہ کام سڑک کے اس پار مشرق سے آئی۔ نئی دنیا کو حیرت سے دیکھتی لڑکی نے کیا تھا۔ مانچسٹر کے کھلے آسمان تلے۔ دونوں اس اور اس پار کھڑے تھے۔ فاصلہ تھا۔ کم تھا۔ زیادہ بھی ہوسکتا تھا۔

✡ ✡ ✡

"Keep Calm and love Fridays"

(پرسکون رہیں اور جمعوں سے محبت کریں) اور یورپین جمعوں سے اتنا پیار کرتے ہیں کہ کیفیز، ریسٹورنٹس، ہوٹلز، کافی شاپس اور ایسی ہی دوسری جگہوں کے نام اوہائی گاڈ اٹس فرائیڈے، وی لو فرائیڈیز۔ یا ڈالی فار فرائیڈے جیسے رکھتے۔ اوہائی اوکی لواز فرائیڈے جیسے بھی۔

تو اوہائی گاڈ اٹ از آل ویز آر فرائیڈیز (اوہ میرے خدایا اب سب دن جمعے کے دن ہیں) کا موسم شروع تھا۔ وہ موسم جس کا سارا سال انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ موسم جسے مسکراہٹوں کا، اطمینان کا، خوشیوں کا اور محبتوں کا موسم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

www.paksociety.com

کہا جاتا ہے۔ تحائف کا۔۔۔ سیاحت کا۔۔۔ اور گفٹیوں کا بھی۔۔۔

دنیا بھر کے رنگ برنگے پرندوں سے آباد مانچسٹر خالی ہونے لگا۔ بارہ دسمبر سے تیرہ جنوری تک کے لیے یونی بند تھی وتھ ورک پارک ہال اسٹوڈنٹس کی رہائش) Oak ہاؤس اور اس پاس کی دوسری اسٹوڈنٹس کی رہائش گاہیں خالی ہونے لگیں اور برطانیہ کے Sterotype موسم نے اپنے رنگ ڈھنگ دکھانے شروع کر دیے۔

دوسرے شہروں سے آئے اسٹوڈنٹس اپنے گھروں کو چلے گئے۔۔۔ دوسرے ملکوں سے آئے کچھ مانچسٹر میں جاب کی وجہ سے رہ گئے، کچھ اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے گھروں کو چلے گئے اور کچھ دوسرے ملکوں کی سیاحت کی تیاری کرنے لگے۔ پکاڈلی اسٹریٹ سے یونیورسٹی کیمپس تک آنے والی مفت بس سروس ماند پڑنے لگی۔ امرحہ نے آکسفورڈ روڈ کو سنسان ہوتے دیکھا جہاں ہر صبح اسٹوڈنٹس کا ہجوم تیزی سے حرکت کرتا نظر آیا کرتا تھا۔ امرحہ ایک دم سے سب کو مس کرنے لگی تھی، جنہیں وہ جانتی تھی اور جنہیں قطعاً نہیں جانتی تھی سب کو۔۔۔ اتنے ہزاروں اسٹوڈنٹس کے جم غفیر کو۔۔۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اس ماحول سے اتنی وابستہ ہو چکی ہے کہ اس ماحول کے بدل جانے سے ایسے اداس ہو جائے گی۔ آکسفورڈ روڈ کو ایسے خالی خالی دیکھ کر اسے ہول پڑنے لگے۔۔۔ وہ اتنی جذباتی ہے۔۔۔ اسے اب معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ یونی بند ہوتے ہی اسٹوڈنٹس بازاروں کی طرف بھاگے۔۔۔ ڈھیروں ڈھیر خریداری کرتے۔

اس کے اسٹور میں سپر سیل کی تیاری تقریباً" مکمل ہو چکی تھی۔ اب ایک پورا مہینہ وہ دن رات کام کر سکتی تھی ان کی فی گھنٹہ اجرت بھی بڑھا دی گئی تھی۔ وہ اتنے دنوں میں زیادہ سے زیادہ دنوں کے لیے کلی پونڈز کما سکتے تھے اور امرحہ یہ پونڈز کمانا چاہتی تھی۔ شرلی دائم وغیرہ کا گروپ یورپ کی سیاحت کے لیے جا رہا تھا۔۔۔ اور عالیان بھی۔۔۔ اسے حیرت تھی کہ وہ دوسرے ملکوں میں اتنی آسانی سے گھومنے پھرنے کے لیے کیسے جا سکتے ہیں، پاکستان میں تو لوگ اپنے دوسرے شہروں میں بھی نہیں جاتے۔ دائم نے اسے بھی چلنے کے لیے کہا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔ اسے ایک ایک پونڈ جمع کرنا تھا۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو اتنے پیسے نہیں لگتے جتنے تم سمجھ رہی ہو۔۔۔ ہم ٹرین یا بس سے جائیں گے ہم نے خاص ڈسکاؤنٹ پاس لیے ہیں جن سے ہمارے بہت کم پیسے خرچ ہوں گے۔ ہم کسی لگژری ہوٹل میں نہیں رہیں گے بلکہ ہوسٹلز میں رہیں گے یا بہت کم قیمت والے ہوٹلز میں۔" شرلی نے اسے منانا چاہا۔

"میں پھر بھی نہیں جا سکتی، مجھے ایک ایک پونڈ بچانا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تمہارا فیصلہ بھی معقول ہے۔"

"ہم پہلے سوئیڈن جائیں گے پھر فرانس۔ کیا کوئی ایسے جوتے ہیں جو پیروں کو اتنا آرام دیں کہ تھکے ہی نا۔ ہم انہیں پہن کر تقریباً دس میل چلتے رہیں گے۔" جانے سے پہلے رات کو عالیان اس کے اسٹور آیا۔

"میں بل بناتی ہوں جوتے نہیں۔"

"جوتوں کی دکان میں کام تو کرتی ہو نا۔۔۔؟"

"میں سیلز مین نہیں ہوں۔۔۔ تم سیلز مین کے پاس جاؤ۔۔۔"

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم نے صبح سے اب کم از کم سے دس کپ کڑوی کافی کے پیے ہیں۔۔۔ زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔"

"کافی کڑوی ہی ہوتی ہے۔" کاؤنٹر پر رکھے کمپیوٹر کے ساتھ وہ مصروف تھی اور ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے اتنے بڑے اسٹور کا کام وہ اکیلی ہی کرتی ہے۔

"کافی اس وقت کڑوی ہوتی ہے جب وہ زبان کو بھی کڑوا کر دے۔"

"شاید تم سیاحت کر کے واپس آؤ تو ایسی کم عقلی کی باتیں کرنا چھوڑ دو، سنا ہے دوسری سرزمینوں کا پانی پینے سے اور فضا میں سانس لینے سے بہت سی دماغی بیماریاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY DIGESTPK

"لگتا ہے تم پر کام کا بہت بوجھ ہے امرحہ۔" اس نے انداز کو افسردہ بنایا۔

"میں مضبوط اعصاب کی مالک ہوں۔" امرحہ نے انداز کو مضبوط بنایا۔

"لیکن تمہاری شکل کچھ اور ہی کہہ رہی ہے اگر تم کہو تو میں سویڈن چلا جاتا ہوں فرانس نہیں۔ بلکہ اگر تم کہو تو میں جاتا ہی نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے میرے جانے سے پہلے ہی تم مجھے بہت مس کرنے لگی ہو۔"

"مجھے انتظار رہے گا یہ دیکھنے کے لیے سویڈن فرانس کی ہواؤں نے تم پر سے پاگل پن کے اثرات کچھ کم کیے یا اور بڑھا دیے۔"

"تمہیں میرا انتظار نہیں رہے گا۔" اس نے چند قدم آگے بڑھ کر جوتوں کے ریک کی طرف دیکھتے ہوئے خود کو لاپروا ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

امرحہ خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی۔

"تو میں جا رہا ہوں۔" اس نے کہا تو لیکن وہ جانے کے لیے اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔

مگر اس نے ایک سیلزمین کو متوجہ کیا۔

"انہیں ایسے جوتے چاہئیں جنہیں پہن کر یہ اڑ سکیں پلیز ان کی مدد کریں۔"

عالیان نے چونک کر امرحہ کی طرف دیکھا' وہ شرارت سے مسکرا رہی تھی۔

"یہ جوتوں کی دکان ہے بیک ٹو دی فیوچر فلم کا سیٹ نہیں ہے۔ یہاں کچھ اڑنے اڑانے والا نہیں ملتا۔" عالیان پر کام کا کافی بوجھ لگتا تھا۔

"تمہارے اس سیلزمین نے بھی کڑوی کافی پی ہے اور دس کپ سے زیادہ پی ہے۔" منہ بسورتا عالیان چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ پھر سے اس کے پاس موجود تھا۔

"میں نے کچھ پیسے جمع کیے ہیں تم مجھ سے ادھار لے سکتی ہو اور ان کی واپسی کی کوئی جلدی نہیں ہے۔ جب تمہاری شادی ہو جائے گی تو ہم حساب ٹھیک کر لیں گے۔"

امرحہ نے اپنے سر پر ایسے ہاتھ رکھ لیا جیسے کہہ رہی ہو کہ خدا کے لیے جاؤ میرا ملغوبہ کھاؤ۔

"ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔ لیکن "فر" موجود ہے۔ تم مجھے فون کر کے بتا سکتی ہو۔ ہمیں صبح نکلنا ہے۔ تم ہمارے نکلنے سے ایک منٹ پہلے بھی بتا سکتی ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میرا ارادہ ہوا تو میں ایک منٹ پہلے فون کر دوں گی۔"

"سچ؟"

"ہاں بالکل۔"

دس بارہ جوتے صرف دیکھ کر تقریباً پون گھنٹہ مزید اسٹور میں گزار کر وہ چلا گیا۔ امرحہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ ویرا اور این اولا بھی جا چکی تھیں جتنے اس کے دوست تھے اور جن جن سے اس کی ہائے ہیلو تھی سب باری باری جا چکے تھے۔ وہ بھی جانا چاہتی تھی بلکہ وہی تو جانا چاہتی تھی۔ وہ جس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی پاکستان کے چند شہروں کے علاوہ کہیں اور گھوم پھر سکے گی' اس کو تو جانا چاہیے تھا۔ ویرا' این اولا اور ایسے ہی دوسرے لوگ کتنے کتنے ملک گھوم پھر چکے تھے' یہ لوگ سارا سال کام کرتے اور ان دنوں میں سیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوتے۔ اس نے بھی کام کر کے پیسے اکٹھے کیے تھے لیکن وہ پیسے وہ دائم کو واپس کرنے کے لیے جمع کر رہی تھی۔ اگر بابا کی دکان میں آگ نہ لگتی اور اس نے اپنے پیسے دادا کو نہ دے دیے ہوتے تو وہ بھی ویرا کے ساتھ نکل چکی ہوتی۔ اس کی آنکھیں نم تھیں اس لیے کیونکہ زندگی شاید اسے چند مواقع دے دے گی دوسرے ملکوں کی سیاحت کے لیکن دوبارہ سے یہ سب دوست شاید نہیں دے سکے گی۔

خیر دل کو مضبوط کرتے وہ اوور ٹائم کرتی رہی اور ہفتے میں ایک بار یونیورسٹی تک پیدل چلتی ضرور جاتی۔ خوش آئند بات یہ تھی کہ تھیو جنوری سے سب پہلے جیسا ہونے والا تھا۔ یعنی کھلتے ہی ایگزامز شروع تھے اس لیے سب نیو ایئر کے بعد آنا شروع ہو جائیں گے۔

یونیورسٹی کے ہزاروں اسٹوڈنٹس کو بھی یہ خبر نہیں ہو سکتی تھی کہ لاہور کی رہنے والی۔ دادا کی گود میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

گھٹنوں سر رکھ کر رونے والی ان سب کو کتنا یاد کر رہی ہے۔ وہ یونیورسٹی پر گرنے والی برف کو گھورتی ہے اور مسکرانے کی سعی کرتی ہے۔ وہ اولڈ کیمپس کی یونیورسٹی ٹاور کے پاس آکر کھڑی ہو جاتی ہے اور آتی جاتی ٹریفک کو دیکھتی ہے۔ اس کے منہ سے بھاپ نکلتی ہے اور آنکھیں گیلی گیلی سی ہو جاتی ہیں۔ وہ دادا کو مانچسٹر میں پھیلی برف دکھاتی ہے۔ مسکرانے کی کوشش کرتی ہے۔ ان سے باتوں میں دل بہلاتی ہے۔

"تم چلی جاؤ میری بچی۔ جتنے پیسے تمہارے پاس تھے۔ پیسے تو آ جائیں گے وقت نہیں آئے گا۔"

"میں اگلے سال چلی جاؤں گی۔ اگلے سال تک تو میں یہیں ہوں نا۔" اس نے دادا سے کہا اور خود کو بھی تسلی دی۔

"زندگی نے جتنے جھولے اپنی بانہوں میں تھام رکھے ہیں وہ سب وقت کے اشارے سے چلتے ہیں۔ ان میں جھولنے کے لیے وقت کے اشارے کا انتظار کرنا ہی پڑتا ہے۔"

☼ ☼ ☼

اور کہا جاتا ہے کہ
کہ کیا پیاری چیز ہے کرسمس کینڈل
نہیں کرتی شور و غوغا...
لیکن نرمی سے خود کو نچھاور کرتی ہے
بے غرضی سے۔ یہ ختم ہو لی ہو جاتی ہے
اور یہ بھی تو کہا جاتا ہے کہ جب کرسمس آتا ہے تو گھر کی یاد ستاتی ہے حتیٰ کہ آپ گھر میں ہی ہوتے ہیں۔

سارا مانچسٹر اور سارا برطانیہ۔ اور سارے کا سارا یورپ کرسمس فلو کا شکار ہو چکا تھا کوئی چھینکتا ہوا نظر نہیں آتا تھا لیکن مسکراتا ہوا ضرور آتا تھا۔ سٹی سینٹر کرسمس مارکیٹ میں اونچے ستون پر بہت بڑے سے سانتا کلاز کو بٹھا دیا گیا تھا جو ملین پاؤنڈز مسکراہٹ سب پر نچھاور کرتا تھا۔ کرسمس کے بڑے میلوں میں شمار ہونے والا میلہ دو سو سے زائد اسٹالز کے ساتھ سٹی سینٹر میں سج چکا تھا جہاں راتیں جگمگ کرتی تھیں اور دن قلقاریاں بھرتے تھے۔ جہاں رکھی سیل کی چیزیں گدگدی کرتی تھیں کہ آخر مجھے اٹھا کر اپنے نرم گرم گھروں میں کیوں نہیں لے جاتے۔ زیادہ مہنگی تو نہیں ہیں ہم۔

کام کی زیادتی نے اسے تھکا ڈالا تھا۔ بل بناتے بناتے اس کی انگلیاں ٹوٹنے جیسے ہو جاتی تھیں۔ برگر کو کافی کے ساتھ بمشکل اندر کرتی تھی۔ گھر جا کر چند گھنٹے سوتی اور پھر سے کام پر آ جاتی۔ دادا سے بات ناممکن ہو گئی تھی۔

"کتنی کمزور ہو گئی ہو تم؟" دادا سے کافی دنوں بعد بات ہوئی تو وہ اداس ہو گئے۔

"دیکھو تمہارے باپ کو دکھاتا ہوں تمہاری یہ حالت... جاؤ لے تم کتنے گھنٹے روز کام کرتی ہو... جتنے پیسے تم وہاں اتنی محنت کر کے کما رہی ہو اس سے زیادہ پیسے یہ لوگ اپنی فضول خرچیوں میں اڑا دیتے ہیں دو کام والیاں آتی ہیں گھر تمہاری ماں سے کہا کہ ایک کو فارغ کرو پیسے بچاؤ لیکن نہیں سنا۔ ایک گھر کے کام ہی کتنے ہوتے ہیں امرحہ! جہاں تم رہتی ہو وہاں بھی تو لوگ کام والیوں کے بغیر رہتے ہی ہیں اور دیکھو کتنے کامیاب ترقی یافتہ ہیں۔ ہم سے تو بحیثیت قوم آگے ہی ہیں۔"

وہ خاموشی سے دادا کو سنتی رہی کیا کہتی۔

اگلے دن بابا کا فون آ گیا "چھوڑ دو جاب۔ میں جیسے تیسے کر کے تمہیں پیسے بھیج دوں گا۔ اب حالات پہلے سے بہتر ہیں۔"

"نہیں بابا۔ مجھے عادت نہیں ہے۔ اس لیے تھک جاتی ہوں، جب عادت ہو جائے گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"تمہیں کوئی خاندان نہیں پالنا کہ تم ایک ایک روپے کے لیے ایسے پریشان ہو۔"

"مجھے خود کو پالنا ہے بابا... مجھے خود کو مضبوط کرنا ہے۔ میں اب تک مضبوط نہیں ہو سکی تو اس میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

میرا قصور ہے' آپ کا ہے۔ ہمارے نظام کا ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ میرے جیسی بہت سی لڑکیاں مجھ سے زیادہ سخت کام کر رہی ہیں۔ میری تو جاب ہی بہت آسان ہے۔ آپ حملو تھگی اور واتیہ کی طرف توجہ دیں۔ میرا دل چاہتا ہے دوسروں کی طرح وہ بھی زندگی میں آگے بڑھیں۔ محنت کریں اور کامیاب ہوں۔"

پاپا نے اس کے اکاؤنٹ میں تھوڑے پیسے ٹرانسفر کروا دیے جنہیں اس نے ہاتھ بھی نہیں لگایا' زندگی میں ملنے والے اسی آرام و آسائش نے اسے ایسا بنا دیا تھا۔ ریڈی میڈ کھانا کھانے کو ملتا رہے تو خود کھانا پکانے کی زحمت کوئی بھی نہیں کرتا۔

ایک بار وہ ڈیرک کے ساتھ Dramson گئی تھی ان دونوں کی ہمائی ڈاکومنٹری کو لے کر ان کی ایک نمائندے سے ملاقات طے تھی۔ ملاقات کے بعد جب نمائندہ چلا گیا اور بل آیا تو ڈیرک نے ویٹر سے کہا کہ وہ اس بل کو آفس میں بھجوا دے۔ بل کے نیچے ڈیرک نے سائن کر دیے تھے۔

"کس کے آفس؟"

ڈیریک ہنسنے لگا "میرے پاپا کے آفس۔"

"بل اتنی دور ان کے آفس جائے گا۔ تھوڑے سے پیسے ہیں۔ میں پے کر دیتی ہوں۔"

"میرے پاپا کا آفس یہیں اسی ریسٹورنٹ میں ہے وہ Dramson کے تیسرے حصے دار ہیں۔"

"تمہارے پاپا یہاں کے تیسرے حصے دار ہیں تو ویٹر تمہیں بل کیوں دیتا ہے؟"

"ان لیکٹ مجھے سختی سے منع کیا گیا ہے کہ میں یہاں نہ آیا کروں۔ میں یہاں تب آتا ہوں جب بالکل خالی جیب ہو چکا ہوتا ہوں۔ کبھی کبھار زیادہ نہیں بل پر میں سائن کر دیتا ہوں اور جب میرے پاس پیسے ہوتے ہیں میں یہاں آکر پے کر جاتا ہوں۔ اتنی سی رعایت مجھے مل جاتی ہے۔"

"تم کہہ رہے ہو یہ تمہارے پاپا کا ریسٹورنٹ ہے پھر بھی تمہارے ساتھ یہ سب؟"

"میرے فادر امریکا سے یہاں کام کے لیے آئے تھے۔ دس سال تک انہوں نے گاڑیوں کی ایک فیکٹری کی مشینوں کی صفائی کا کام کیا ہے ان کے جسم سے مستقل کیمیکل کی بو آنے لگی تھی ان کا کہنا ہے کہ ان دس سالوں میں انہوں نے اپنی سگریٹ پینے کی خواہش کو دبائے رکھا اور ایک سگریٹ کی ڈبیہ جب انہیں تحفے میں ملی تو انہوں نے اسے جلا دیا کہ اگر انہوں نے وہ پی لی تو دس سالوں میں کمائے گئے سارے پونڈز دھوئیں کی نذر ہو جائیں گے۔ جس کے فادر کا ایسا ماضی رہا ہو اس کے بیٹے پر یہ سوٹ نہیں کرتا کہ وہ مانچسٹر جیسی بڑی یونی میں پڑھے بھی اور باپ کی کمائی پر ایسے عیش بھی کرے۔ اسکول کی چھٹیوں میں' میں نے اسی ریسٹورنٹ میں کام کیا ہے ایک بار میں نے غصے میں اسٹاف کے ایک ورکر کو دھکا دے دیا تھا۔ مجھے اسی وقت جاب سے نکال دیا گیا تھا اب میں ڈاکومنٹریز بنا کر اپنا خرچ نکالتا ہوں۔"

"آخر والدین اپنی اولاد کے لیے ہی کماتے ہیں۔"

"ہاں تو میں اتنا بڑا ہو گیا ہوں' بس بہت کھالی ان کی کمائی۔ اگر سارے والدین صرف اولاد کا ہی سوچتے رہیں گے تو انسانیت کا کون سوچے گا۔"

"انسانیت کا؟" ایک ہزار ایک اور سوال امرحہ کے ذہن میں اس بات کو سن کر بننے لگے تھے۔

"ہاں۔ اگر وہ لوگ ساری زندگی کما کما کر صرف اپنی اولاد کا ہی سوچتے رہیں گے تو کل انسانیت کے بارے میں کون سوچے گا۔ ہمیں اپنی زندگی کے دائرے اتنے محدود نہیں کر لینے چاہئیں کہ ہماری ساری زندگی کا حاصل صرف چند افراد کو ہی فائدہ دے۔"

امرحہ ڈیرک کے اس جواب کو اچھی طرح سے سمجھ چکی تھی اسی لیے اگلا سوال نہیں کر سکی۔ وہ لاجواب ہو چکی تھی۔

کرسمس سے ایک دن پہلے وہ سادھنا کے ساتھ کرسمس مارکیٹ گئی اور دونوں نے لیڈی مہر کی بتائی ڈھیروں ڈھیر خریداری کی انہوں نے اپنے سب بچوں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

SCANNED BY DIGESTPK

www.paksociety.com

کے لیے تحائف منگوائے تھے نئے سال کے میلے میں مور گن کی شادی بھی تھی کچھ اس سلسلے کی خریداری بھی کی۔

سادھنا کو گھر چھوڑ کر وہ اپنی یونی آگئی اور آکر لولڈ کیمپس کی ترک کے نیچے کھڑی ہو گئی۔ موسم کے تیور صبح سے ہی بدل رہے تھے تیز ہوا چل رہی تھی اور بی بی سی نیوز نے برف باری کی خبر دی تھی وہ محراب کی دیوار کے ساتھ ٹیک کر کھڑی دھند لے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ دھند بڑھتی ہی جارہی تھی اور کچھ دور آگے کی چیزیں نظر نہیں آرہی تھیں۔ اسے یہ سب اچھا لگ رہا تھا۔ اسے برف باری کا انتظار تھا اس کے پاس ایک گھنٹہ تھا پھر اسے واپس اپنی جاب پر جانا تھا وہ اپنی یونی کے آگے برف باری کو ہوتے دیکھنا چاہتی تھی ہوا اور تیز ہو گئی دھند اور بڑھنے لگی' روئی کے گالے ماں کے پیار کی طرح نرمی سے زمین پر برسنے لگے۔ ہوا اور تیز ہو گئی امرحہ نے اپنے سرخ دستانوں والے ہاتھوں کو پھیلا لیا۔ برف باری بلاشبہ وہ منظر ہے جو پہلی بار دیکھنے والوں کو مستانہ سا کر دیتا ہے' سفید پھول برف بنے امرحہ سے شرارتیں کرنے لگے' دونوں میں دوستی ہو رہی تھی' دور دھند میں اس نے دیکھا کہ کوئی آرہا ہے وہ عالیان تھا وہ قریب آیا اور وہ دور ہوتا چلا گیا۔

وہ عالیان نہیں تھا۔

برفیلے ریشوں کو سمیٹتے اپنے سرخ دستانوں پر اتارتے وہ جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔

"اسے عالیان آتا اور جاتا کیوں نظر آیا تھا؟"

گرم کوٹ کے اندر اس کے وجود نے سہم کر جھرجھری لی۔

دھند کو چیرتا پھر کوئی آرہا تھا آکسفورڈ روڈ کو بھاگ کر پار کرتا ہوا یونی کی طرف بڑھتا ہوا امرحہ محراب کی دیوار کے ساتھ سمٹ سی گئی۔ برف باری میں تیزی آگئی تھی۔ اس کے سرخ دستانے نم ہو رہے تھے۔ برف کی پھوار کو دیکھتے اس کی آنکھیں کہیں تھک رہی تھیں اور یہ کون اس کی طرف آرہا تھا اس کے ہاتھ میں نیلے پیلے سفید پھول تھے۔ پھول بہت زیادہ تھے ان پر

برف گر کر جم رہی تھی۔ وہ بار بار انہیں جھاڑ رہا تھا۔ اس نے گردن کو خم دے کر امرحہ کو دیکھا اور ابرو اچکا کر مسکرایا۔

تیز ہوا کا جھونکا آیا اور اس شبیہ کو اڑا کر لے گیا امرحہ نے سہم کر آس پاس دیکھا' ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی' اکا دکا لوگ بیٹھے بس اور امرحہ نے وہاں سے تیز تیز پیدل چلنا شروع کر دیا۔ اس کا دل خوف سے سہم رہا تھا۔ وہ اور تیز چلنے لگی اور پھر وہ بھاگنے لگی۔ آکسفورڈ روڈ پر یونی کو اپنے پیچھے چھوڑتے۔ خوف اس کے وجود میں سرایت کر رہا تھا۔

عالیان اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر جگہ تھا۔ وہ سامنے سے اس کی طرف آرہا تھا۔ وہ پیچھے سے اسے پکار رہا تھا۔

یہ سب کیا تھا۔ یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔

اسے اپنے تعاقب میں عالیان نہیں چاہیے تھا۔ برف پر بھاگتے بھاگتے وہ پھسل کر گر گئی۔ یہ عالیان کون تھا جس نے اسے گرا دیا تھا۔ ٹھنڈی ناک سے درد کی لہر پھوٹی۔ اٹھ کر اس نے اپنے کپڑے جھاڑے۔ گردن سے لپٹے مفلر کو کھول کر اس نے اچھی طرح جھاڑا اور گردن کے گرد لپیٹ لیا۔ برف اس کے وجود میں اترتی اسے ٹھنڈا کر رہی تھی۔

اور اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

سفیدے کے ماحول میں سرمئی کوٹ اور سرخ مفلر میں وہ خزاں میں کھلی اس کلی کی مانند تھی جو بے وقت کھلنے پر آبدیدہ ہو جاتی ہے۔

یونی کو اپنے پیچھے چھوڑتے وہ آہستہ آہستہ چلی جا رہی تھی۔ روئی کے گالے ابھی بھی گر رہے تھے۔ اس کے کھلے بالوں میں اٹک رہے تھے۔ وہ برف باری کو دیکھنے آئی تھی' لیکن اس نے یہ کیسی برف باری دیکھی تھی۔ جس نے اس کے اندر کی بہاروں کو ختم کر ڈالا تھا۔ سارا سبزہ سفیدے میں بدلتا جا رہا تھا۔

"اور خزاں کتنی بھی خوب صورت کیوں نہ ہو' وہ بہار کو نگل لے تو موت ہوتی ہے۔"

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY